

بسم اللہ

بسم اللہ

۹۶

خبریں اندر شبر بہترین شوق نوبیاں یک ہضم
قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

سینوں کو منور کرنیوالی کتاب مستطاب

المعارف

حضرت ابوالوہاب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

حضور کے نور ہوئے کا ثبوت

آز تالیف غلام غلامان دربار شاہ لاثانی

محمد عارف صاحب غفر (دوسری)

مدرس اسلامیہ ہائی سکول نادر واول

سقا دار محمد نور

منع

قَدَمُ

یہ کتاب محرم الحرام ۱۳۳۸ھ میں تالیف ہوئی اور یہ ایام
 شہدائے کربلا کے عشق و پیار کی یادگار ہیں۔ لہذا میں یہ انمول
 جواہر آبدار کی لڑیوں کا ہار اور ان سدا بہار گلہائے خوشنواں کی بہار مبارک
 بدیہ قرۃ عین رسول نخت جگر نبول شاہ سوار میدان عشق و ولاشا بہار افج
 صبر و رضا مجسمہ صدق و صدا پیکر علم و فاعجوب علی ترقی حبیب حبیب خدا مقبول
 خالق کبریا سید الشہید شہید کربلا امام ہمام عالمی مقام سیدنا و مولانا ابو عبد اللہ
 حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و ارضاء عنک کے حضور پیش کرتا ہوں۔
 ۵۔ اگر قبول افتد رہے عز و شرف،
 (محمد عبدالحق صابر عفی عنہ)

فہرست ابواب و مضامین کتاب خدا

نمبر شمار	ابواب و مضامین	صفحہ	نمبر شمار	ابواب و مضامین	صفحہ
(۱)	کن کتابوں سے مدد لی گئی	۶	۳۳	سورج۔ چاند حضورؐ سے روشنی لیتے	۳۳
(۲)	نعت شریف	۷	۳۴	بشریت ختم۔ نور ہی نور ہو گئے۔	۳۴
(۳)	خطبہ و تمثیل	۸	۳۷	خلقت نور	۳۷
(۴)	اقوال بزرگان	۱۰	۳۵	سب سے پہلے حضورؐ کا نور	۳۵
(۵)	مؤمنین کی بڑی جماعت حق پر	۱۳	۳۶	حدیث اول ما خلق الله نورہی	۳۶
۱	امت نور	۱۵	۳۸	حضورؐ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن ہیں۔	۳۸
۲۱	مثل نذرہ کی تفسیر	۲۱	۳۹	اصل نور	۳۹
۲۳	حضورؐ پر نور کا اطلاق	۲۳	۴۰	حضورؐ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے	۴۰
۲۴	حضورؐ کا نام نور	۲۴	۴۲	سب انبیاء کا نور حضورؐ کے نور سے	۴۲
۲۵	حضورؐ کا نام سراج	۲۵	۴۲	حضورؐ چھپتے ستارے	۴۲
۲۶	حضورؐ سورج سے بڑھ کر نورانی	۲۶	۴۲	جبریلؑ نے ایک ستارہ ستر ہزار بار دیکھا	۴۲
۲۶	والفجر حضورؐ ہیں۔	۲۶	۴۵	نسب نور	۴۵
۲۶	والفجر حضورؐ ہیں۔	۲۶	۴۵	آدمؑ کی نورانی پیشانی	۴۵
۲۶	حضورؐ ساریا نور	۲۶	۴۶	فرشتوں کا سجدہ بوجہ نور محمدؐ	۴۶
۲۸	والفجر حضورؐ ہیں۔	۲۸	۴۶	حدیث ثلاث لما خلقت الافلاك	۴۶
۲۹	الانجم الثاقب حضورؐ ہیں۔	۲۹	۴۶	شیثؑ کے ماتھے میں نور محمدؐ	۴۶
۲۹	طہ احضورؐ کا نام	۲۹	۴۶	حضورؐ کا ایک دادا نذر نام۔	۴۶
۲	حدیث نور	۳۱	۴۶	حضورؐ کا دادا عبدمناف۔	۴۶
۳۲	حضورؐ کا نور ہر گھڑی تسبیح پر	۳۲	۴۶	حضورؐ کا دادا ہاشم نام	۴۶
۳۳	روزانہ سورج کے برابر نور بڑھتا ہے۔	۳۳			

نمبر شمار	الذباب و مضامین	صفحہ	نمبر شمار	الذباب و مضامین	صفحہ
۵۰	حضور کا دادا عبد المطلب	۵۰	۵۱	حضور کا باپ عبد اللہ قریش کا یوسف	۵۱
۶	ظہور نور	۵۲	۵۲	وہ کتاب کی ہر روایت مردود نہیں	۵۲
۵۳	حضور پیدا ہونے کی خبر	۵۳	۵۳	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۳
۵۴	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۴	۵۴	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۴
۵۵	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۵	۵۵	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۵
۵۶	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۶	۵۶	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۶
۵۷	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۷	۵۷	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۷
۵۸	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۸	۵۸	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۸
۵۹	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۹	۵۹	حضور کی پیدائش کے وقت	۵۹
۶۰	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۰	۶۰	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۰
۶۱	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۱	۶۱	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۱
۶۲	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۲	۶۲	حضور کی پیدائش کے وقت	۶۲
۷	چہرہ نور	۶۳	۶۳	چہرہ نور کا ٹکڑا	۶۳
۸	اعضائے نور	۶۴	۶۴	چہرہ نور کا ٹکڑا	۶۴
۸۵	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۵	۸۵	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۵
۸۶	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۶	۸۶	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۶
۸۷	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۷	۸۷	چہرہ نور کا ٹکڑا	۸۷
۹	بے مثل نور	۸۹	۸۹	بے مثل نور	۸۹
۹۰	بے مثل نور	۹۰	۹۰	بے مثل نور	۹۰
۹۱	بے مثل نور	۹۱	۹۱	بے مثل نور	۹۱
۹۲	بے مثل نور	۹۲	۹۲	بے مثل نور	۹۲
۹۳	بے مثل نور	۹۳	۹۳	بے مثل نور	۹۳
۹۴	بے مثل نور	۹۴	۹۴	بے مثل نور	۹۴
۹۵	بے مثل نور	۹۵	۹۵	بے مثل نور	۹۵
۹۶	بے مثل نور	۹۶	۹۶	بے مثل نور	۹۶

نمبر شمار	ابواب رمضان	صفحہ	نمبر شمار	ابواب و مضامین	صفحہ
۱۰	کلام نور	۹۷	۱۵	حضور کی قبر اطہر خوشبودار نوں پینے سے سدی عمر خوشبو نہ لگی بیدہ فاطمہ کا شعر تربت اطہر کی خوشبو آزادی قبر رسول پر قبر رسول اہد قبور اولیاء کا چومنا	۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۶
۱۱	مبسم نور	۹۹	۱۶	سایہ نور	۱۲۸
	سُکراتے تو دیوار پر چمک پڑتی گھر میں آتے تو ہنستا چہرہ آتے حلیہ نہ کو سُکرا کر دیکھا۔	۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱		حضور کا سایہ نہ تھا حدیث ذکوان حدیث ابن عباس رضی سایہ نہ رکھا کہ کافر نہ لگا رہا جناب مجدد الف ثانی کا بھی یہی عقیدہ	۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۱ ۱۳۵
۱۲	شمع نور	۱۰۱	۱۷	ویدار نور	۱۳۶
	طیفیں ردی کا چایک نورانی قتادہ نہ کا چہرہ نورانی زیبت کا روشن چہرہ	۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴		حضور ایک وقت میں کہی جگہ - مشائخ نے آپ کو مہر می میں دیکھا۔ آنکھ جھپکنے جتنا عرصہ آپ پوشیدہ نہیں	۱۳۶ ۱۳۸ ۱۳۹
۱۳	مدینہ نور	۱۰۷	۱۸	آل نور	۱۳۹
	مدینہ کی ہر شے نورانی عشاق کیلئے مدینہ میں انوار	۱۰۷ ۱۰۸		نیدہ فاطمہ کا نور امامین حسین و حسین کا نور جناب حسین کے چہرے سونے میں چھا کا چار بار کا نور حضور کی کسی ایک صفت کا انکار کفر اساتے محمد بن کریم و شایخ عظام	۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۱ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۲
۱۴	خوشبوئے نور	۱۰۹			
	خوشبودار بھیبی مبارک اُم سلمہ پوسینہ جمع کرتی ہیں مدینہ کے راستے خوشبودار ہو گئے گو آں خوشبودار ہو گیا - لول دیوار کی جگہ خوشبودار استنجائے جگر خوشبودار عقبہ بن فرقد کا بدن خوشبودار	۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۱ ۱۱۳ ۱۱۵ ۱۱۸			

تالیف کتاب ہذا میں ان کتابوں سے مدد لی گئی !

نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ
شرح اشفاط علی قاری	۳۵	ترمذی شریف	۱۸	تفسیر ابن عباس مصری	۱
خصائص الکبریٰ سیوطی	۳۶	نسائی شریف	۱۹	تفسیر روح المعانی مصری	۲
سیرت حلبیہ مصری	۳۷	سنن ابن ماجہ	۲۰	تفسیر روح البیان	۳
روض لائق امام سمیعی	۳۸	سنن ابن داؤد	۲۱	تفسیر کبیر مصری	۴
انوار المحمدیہ خجستانی	۳۹	مشکوٰۃ شریف	۲۲	تفسیر ابن جریر مصری	۵
مدارج النبوت شریف	۴۰	شمائل ترمذی	۲۳	تفسیر خازن مصری	۶
معارج النبوت شریف	۴۱	یعنی شرح بخاری	۲۴	تفسیر مدارک مصری	۷
احیاء العلوم غزالی	۴۲	فتح الباری شرح بخاری	۲۵	تفسیر ابوالسعود مصری	۸
مکتوبات شریف مجدد	۴۳	لودی شرح مسلم	۲۶	تفسیر بیضاوی مصری	۹
استیعاب علمہ ابن البیہ	۴۴	زہد الزہری شرح نسائی	۲۷	تفسیر صاوی مصری	۱۰
فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ	۴۵	ہندی شرح نسائی	۲۸	تفسیر غرائب القرآن مصری	۱۱
مرصاد العباد بحکم الدین کبیری	۴۶	کشف الحاجہ شرح ابن ماجہ	۲۹	تفسیر بابائین شریف	۱۲
روض الریاضین یافعی	۴۷	سادی شرح شمائل مصری	۳۰	تفسیر حسینی فارسی	۱۳
تہ الشہادین شاہ عبدالغفر	۴۸	جمع الوسائل بشرح شمائل	۳۱	تفسیر عزیزی پارہ عم	۱۴
خزینۃ المجاہدین مصری	۴۹	موضوعات کبیر طاعلی قاری	۳۲	تفسیر موضع القرآن	۱۵
نور الابعار مصری	۵۰	مواہب الدنیہ معہ زرقانی	۳۳	صحیح بخاری شریف	۱۶
		شفا شریف معہ شرح	۳۴	صحیح مسلم شریف	۱۷
		نسیم الریاض			

نعت شریف

اَیُّنَہُ حَقِّ ہئے رُخِ زِیَاۃِ مُحَمَّدؐ
 وَہُ نُوْخِ رَاۡمُظْہِرِ اَیُّوْمِ اَیُّوْمِ
 بے سایہ ہو وہ سایہ حق جسم مبارک
 وَہُ کُوچے وَہُ بازارِ مولِ نوحِ نوحِ معطر
 مِیْنِ حُم کے قُرْبِ جَاوِلِ اُنْکھوں نِکالوں
 بَرَقِ کِیسیں اُن سے آریا ہے یہ دوطا
 تھاکم قدم چومو اٹھو دُور و فرشتو!
 ہے قاضی حاجات وَہُ سُرکارِ مدینہ
 مَن نعت تڑپ اٹھا بھلا کون ہو دیکھو

ہے منطقِ قال اللہ لبِ ہَا مُحَمَّدؐ
 ہے مشعلِ لَمْعَاتِ سُرِ پائے مُحَمَّدؐ
 اِک بَرَقِ تَجَلّی قَدِ سَعَاۃِ مُحَمَّدؐ
 جس سے پیارا یہ گزرا ہے مُحَمَّدؐ
 مِلْجائے اگر خاکِ کفنِ پائے مُحَمَّدؐ
 قُرْبَانِ یَقینِ یوْریں شَبِ اَمْرِ مُحَمَّدؐ
 مَحْبُوْبِ پیارے سر وہ آئے مُحَمَّدؐ
 ہُو دافعِ بلا گنبدِ خضرِ مُحَمَّدؐ
 سُو دانی نہیں ہے سے سودا مُحَمَّدؐ

ہے درد بھی راحت بھی میسر مجھے صابر
 ہے جب سے بسی دل میں تنہا مُحَمَّدؐ

محمد عبدالحق صابر فی عونہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الحمد لله الذي نوراد نوار وفور القلوب والابصار والصلوة والسلام
على من سماه الله نوراً في كتاب الانوار والاسرار سبط الانبياء والابرار سيدنا
ومولانا محمد بن النبي المختار وعلى اله واصحابه الذين هم نجوم الاعداد والافراد
الى قيام الليل والعقار۔

شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا

تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

عرصہ ہوا میرے پیر بھائی سید صاحب مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا تھا کہ
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر کچھ لکھیں۔ سن کر کچھ مدت تک
میں خاموش رہا۔ اسلئے کہ فضائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بحر زخار
اور سمندرِ ناپیدا کنار ہے جس کو عبور کرنے سے بڑے بڑے مشاق تیراک عاجز ہو
کر لایکین الشناہ کہا کہ گئے۔ اور یہ

دیں در طہ کشتی فروشد ہزار

کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

کے معترف ہوئے۔ مگر مادی درک کلمہ لا یتروک کلمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک
دن خیال پیدا ہوا کہ اس سمندر سے جو کچھ موتی حاصل ہونگے یا ان طہ لقیات کی
خدمت میں خصوصاً اور باقی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً ہدیہ پیش کر دوں گا۔

نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی بیان سے میرا ایمان
تازہ اور منور ہو جائیگا۔ اور رب غفور الرحیم کی بارگاہ سے اُمید قوی ہے کہ اس

عجالت نافعہ کے ذریعہ میرے بشمار معاصی کی تلافی فرمادے۔ یہ کتاب حشر کو
کو وسیلہ نجات و موجب معیتِ رؤف الرحیم نورِ محسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بنے۔ آمین۔

نیز میرے بھائیوں کی اولادِ دنیا میں ان کی نشانی رہیگی۔ اور ان میں میری
یادگار یہ کتاب رہ جائیگی۔ میرے بعد یہ کتاب کوئی پڑھیکا۔ تو شاید کوئی خدا
رسیدہ روشن دل میرے لئے دعائے خیر کرے اور ہاتھ اٹھا کر فاتحہ کا ثواب
ایصال کرے۔

میں کچھ لکھنے والا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ایک کتاب دی۔ کسی
مولوی صاحب نے اس میں لکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں تھے
آپ کو نور کہنا درست نہیں۔ آپ خاک سے پیدا ہوئے۔ اور خاکی کو نور کہنا
نہوئے۔ (نورِ بادشاہ) اس سے پہلے بھی شہر نار و وال میں کالج کے ایک پروفیسر
صاحب نے جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب پر دورانِ
تقریر میں یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ جلسہ
میں میں بھی موجود تھا۔ یہ الفاظ اپنے کانوں سے کانچوں کے اکثر تعلیم یافتہ گریجویٹ
ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ حضرات جن کی تمام عمر انگریزی کتابوں کے مطالعہ میں گزر
جاتی ہے۔ جب دیکھو کوئی انگریزی کتاب ہاتھ میں یا انگریزی اخبار نہ دینی اور نہ
مذہبی کتابوں سے دلی تعلق نہ ان کا شوق بیچارے عموماً عربی زبان سے بے
بہرہ ہوتے ہیں۔ اردو زبان میں چند مذہبی کتابیں پڑھ لیں۔ بس مقرر بن گئے۔
لئے اسلام کے متعلق تقریریں کرنے۔ اور اہل محبت علمائے کرام پر اعتراض کرنے

عربی پروفیسروں نے عربی ادب کے علاوہ دیگر چند کتابیں پڑھ لیں اور عالم دین بن بیٹھے۔ لکے محدثین و مفسرین سلف کو جاہل بنانے خلاف اسلام آیات قرآن اور احادیث شریفہ کے اپنے وضعی معنی سنانے۔ علم دین کے لئے تو اکثر کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کتب تفسیر و احادیث اور شرح احادیث کتب فقہ۔ اصول فقہ۔ اصول حدیث و تفسیر وغیرہ۔ اکثر انگریزی خوان نہ پڑے علم دین سے واقف نہ مستند کتب دین کا مطالعہ نہ معتبر کتابوں کے نام یاد نہ ان کے مصنفین محدثین کی جلالتِ شان سے واقفیت نہ پھر ایسے لیکچرار کو کسی شیخ کامل سے تعلق نہیں ہوتا۔ کسی درد بھرے شیخ کی خدمت میں جانا نصیب نہیں ہوتا بلکہ مشائخِ زمانہ سے نفرت ہوتی ہے۔ ایسے داغظ مولوی اور لیکچرار پروفیسر کی بے مزہ تقریر و غلطیوں میں روکھے الفاظ پھیکا بیان بے درد داستانِ مشائخ پر طعن و لیا و عظام پر بہتان انبیائے کرام کی تنقیصِ شان یہ ہے ان کا داغظ۔ ایسی تقریر اور ایسی ہی تجویز ایسوں کی باتیں سن کر میں نے قلم اٹھایا۔ اور حضورؐ کو نور علیہ والہ وسلم کی لاکھوں صفاتِ حمیدہ میں سے صرف ایک صفت نور کا بیان لکھا۔ اکثر کتابوں سے یہ چھوٹ چن چن کر گلہ ستہ بنایا۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اہلِ محبت کے مشامِ جان کو تازہ کرے گا۔ اور نورِ ایمان کو افزونی بخشنے گا۔

اقوال بزرگان

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے دکھاؤ

بزرگوں کے اقوال کے ہم قائل نہیں۔ نہ ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ زیادہ تعجب اس
 بات کا ہے۔ کہ بعض لوگ حنفی دیوبندی کہلاتے ہیں۔ اور پھر اپنی کتابوں میں یوں
 لکھتے ہیں۔ کہ اقوال بزرگاں ضروری نہیں۔ یہ بات نص صریح سے ثابت کرد۔ اقوال
 بزرگاں کو یہاں ہم نہیں مانتے۔ بھلا یہ تو بتائیں کہ کونسی نص صریح ہے بزرگ
 جس کے خلاف ہیں۔ نص صریح کو نص صریح تو بزرگوں کے اقوال نے بنایا۔ بزرگوں
 کے اقوال چھوڑ دو۔ تو نہ آیات کے معنی صحیح نہ احادیث کا مطلب درست نہ تھا کہ
 ان معنوں کو کوئی ماننے کو تیار۔ کیونکہ حضور سرِ پائور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 ہے۔ من قال فی القرآن بعلمہ فلیتوبوا مقعداً فی النار (ترمذی) جس نے قرآن
 مجید میں اپنے علم سے کچھ کہا۔ پس اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ دوسری حدیث میں
 ہے۔ من فسر القرآن برایہ فلیتوبوا مقعداً فی النار۔ جس نے قرآن مجید کی
 تفسیر اپنی رائے سے کی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ تیسری حدیث میں ہے۔ من
 قال فی القرآن برایہ واصل فقد اخطأ (بو داؤد) جس نے قرآن مجید میں اپنی
 رائے زنی کی۔ اگر درست بھی کہا پھر بھی خطا کی۔ ان تین احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ
 قرآن مجید کے معنے کرنے یا اپنی رائے سے کام لینا جہنمی کی نشانی ہے یعنی اپنی رائے
 اور ایسے مٹے جو آج تک کسی صحابی کی محدث کسی مفسر نے نہ کئے ہوں۔ بلکہ من گھڑت
 ہوا۔ ان کے مخالف ہوں۔ تو وہ معنے نامقبول اور ناجائز ہیں۔ تو بتاؤ اقوال بزرگاں
 کی ضرورت پڑی یا نہیں۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اقوال بزرگاں کی ضرورت
 نہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیے۔ کہ آیت قرآن مجید کے معنے اپنی رائے سے نہیں
 کر سکتا تو آیت شریفہ کے معنے کے لئے جمہور مفسرین کی رائے کی ضرورت پڑی۔

اور اقوالِ بزرگاں کو مانا پڑا۔ اِن اقوال کو چھوڑ کر اِن کے خلاف اپنی رائے پر آیتِ پاک کے معنے کر لیا تو جہنمی بن گیا۔

اب رہی حدیثِ اس کے لئے بھی اقوالِ بزرگاں کی سخت ضرورت ہے۔ بلکہ اپنی رائے سے تو کسی عبارت کو بھی حدیث نہیں کہہ سکتا۔ جب تک کہ اقوالِ بزرگاں نے اسے حدیث ثابت نہ کیا ہو۔ حضور سرِ پالو ﷺ نے فرمایا
 مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُعْتَدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ (جس نے مجھ پر عمدًا جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) پھر کیسے معلوم ہو۔ کہ یہ حدیث آپ کی حدیث ہے یا وضعی۔ سچی حدیث ہے یا جھوٹی۔ اس پر علمائے کرام نے اصولِ حدیث مقرر کئے۔ تاکہ اِن اصول کے ماتحت سچی اور جھوٹی حدیث کی پہچان ہو سکے اصولِ حدیث کے تحت راویانِ حدیث کے اخلاق و اطوار کی بڑی چھان بین کی۔ اسماء الرجال کی ضخیم کتابیں لکھ دیں۔ علمِ حدیث میں بڑی تحقیق سے کام لیا۔ حدیث کی کئی اقسام مقرر کیں۔ مرفوع۔ متواتر۔ مرسل۔ معضل۔ منقطع۔ صحیح۔ حسن۔ ضعیف۔ احاد وغیرہ۔ گویا حدیث کا اندازہ لگالیا۔ یہ ایسی ہے یہ ایسی ہے۔ تو یہ اصولِ حدیث کس نے مقرر کئے۔ یہ راویانِ حدیث کی پڑتال کس نے کی۔ انہیں سچا۔ جھوٹا کس نے معلوم کیا۔ یہ اقوالِ بزرگاں سے ہی پتہ چلا۔ صحیح و ضعیف حدیث کس نے بتائی۔ اقوالِ بزرگاں نے تو پھر اقوالِ بزرگاں کے بغیر کوئی چارہ ہے؟ اِن کو چھوڑ کر آخرت میں چھپکارا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرآنِ پاک میں ہے۔ مَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ لُوْلَهُ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاعَتْ مَصِيرَاهُ

ترجمہ۔ جس نے رسولؐ کی مخالفت کی اس کے بعد ہدایت اس کے لئے ظاہر ہو چکی
اور مومنین کی راہ کے خلاف چلا ہم اُسے پھرتے ہیں۔ جدھر وہ پھر گیا اور ہم اُسے
جہنم میں لے جائیں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

فائدہ ۱۔ اس آیت مبارکہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت منع ہے۔

۲۔ ہدایت ظاہر ہو چکی۔ یعنی قرآن و حدیث۔

۳۔ مومنین کی مخالفت بھی منع (اس سے مراد علمائے کرام ہیں)

۴۔ ان سب کا مخالف جہنمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قرآن و حدیث
پر عمل ہے۔ اور مومنین یعنی علمائے کرام محدثین اور مجتہدین فقہائے
عظام کی راہ بھی قرآن و حدیث۔ راہ صرف ایک ہے۔ یعنی قرآن و
حدیث۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کا لفظ علیحدہ علیحدہ
کیوں فرمائے۔ ایک ہی لفظ رسول کافی تھا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
مگر نفل الحکیم لا یخلو عن الحکمة (حکیم کا کوئی نفل حکمت سے خالی
نہیں ہوتا) دونوں لفظ لانے میں یہ حکمت ہے۔ اور یہ بتانا مطلوب
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ مومنین
کا اتباع بھی ضروری ہے۔ اور یہ ایک ہی چیز ہے۔ اور دونوں لازم و

مزدوم ہیں۔ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور مومنین کے اقوال کے خلاف اس کا عمل ہے تو حقیقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے۔ کیونکہ مومنین کے خلاف ہونا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ جیسا کہ مومنین فقہاء و محدثین نے سمجھا اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں کہا بھی ہے۔ کذا اللہ قال الفقهاء وحمدہ اعلمہ بمعانی الحدیث (کتاب الجنازہ) (فقہائے اسی طرح کہا ہے۔ اور وہ حدیث کے معانی خوب جانتے ہیں) یعنی سب سے زیادہ حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے والے اور اصلی مفہوم جاننے والے فقہاء ہیں۔

پس ثابت ہوا۔ کہ حضور سرِ پائیز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دینی ہوتی ہدایت (قرآن و حدیث) کو سمجھنے کے لئے اقوال بزرگمال کی سخت ضرورت ہے۔ اور مومنین جمع مومن کی ہے۔ جس سے جماعت مومنین کا اشارا نکلا۔ یعنی جدھر جماعت مومنین علمائے کرام کی زیادہ ہے۔ وہ راہ صحیح ہے۔ حضور سرِ پائیز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمادیا۔

يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (ابن ماجہ) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جو اس کی شان کے لائق ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ لا تجتمع امتی علی الضلالة (ابن ماجہ) میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور ایک اور حدیث میں ہے اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار (بڑی جماعت کی پیروی

کرد جو اس بڑی جماعت سے علحدہ ہوا جہنمی ہے)

ثابت ہوا۔ کہ علمائے کرام مومنین کی بڑی جماعت جس طرف ہے وہی راہ صحیح ہے۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ ہے۔ پس اقوال بزرگان کو پھوڑنے والا صحیح راہ کے خلاف ہے۔ اب آیات قرآن اور احادیث شریفہ کے معانی میں بزرگوں کے اقوال سنو۔ اور انہیں تسلیم کر کے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے اپنا ایمان نوری بناؤ۔

آیت نور

یہ کتاب کُن میں آیا طرفہ آیت نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

اللہ تعالیٰ نے نور کا اطلاق قرآن پاک میں اپنی ذات پاک پر بھی فرمایا
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) اور قرآن پاک کو بھی نور فرمایا۔ وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ (اور اس نور (قرآن) کی اتباع کرو جو حضور کے ساتھ نازل کیا گیا) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی قرآن پاک میں نور فرمایا۔ فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب مبین) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم پر

دو چیزیں انعام کیں۔ نور اور کتابِ مبین۔ نور ایک چیز ہے۔ کتاب مبین
 دوسری چیز۔ قرآن مجید کو بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نور کہا ہے۔ مگر جمہور
 مفسرین اور محدثین کی یہی رائے ہے۔ کہ اس آیت مبارکہ (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ
 نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ) میں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ہیں اور کتاب سے قرآن پاک۔ نور اور کتاب میں واو عاطفہ ہے۔ نور معطوف
 علیہ اور کتاب معطوف۔ معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ہوتی ہے یعنی
 دو نو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ مثلاً جَاءَ زَيْدٌ وَبَكْرٌ (زید اور بکر آئے)
 زید اور بکر دو آدمی ہیں۔ ایک نہیں۔ اسی طرح نور و کتاب میں نور اور
 کتاب دو جدا جدا چیزیں بیان ہوئیں۔ اگرچہ قرآن پاک بھی نور ہے مگر اس
 آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کتاب
 سے مراد قرآن مجید ہی اکثر مفسرین کی رائے ہے۔ سنئے !

۱۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
 اپنی تفسیر موضح القرآن ص ۱۰۲ میں یوں لکھتے ہیں۔

”تحقیق آنی تم کو اللہ کی طرف سے ایک روشنی کہ نافر کی تاریکی کو دور کرتی
 ہے۔ اور کتاب ظاہر کرنے والی احکامِ شریعت کو۔ روشنی محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ہیں۔ اور کتاب قرآن ہے۔“

۲۔ علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آوسی تفسیر روح المعانی مطبوعہ
 مصر جلد ۱ ص ۸۶ تحت آیت نور فرماتے ہیں۔ (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ)
 عظیمہ و نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانی هذا

ذهب قتادہ والزجاج (ترجمہ :- یقیناً تمہارے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 نور عظیم اور وہ تمام ہندوں کے نور اور مختار نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفسر قتادہ اور
 علامہ زجاج نے اسی معنی کو لیا۔ وقال الطیبی انہ اوفق (علامہ طیبی شاح مشکوٰۃ نے
 فرمایا اسی معنی زیادہ موافق ہیں) ابو علی جبائی اور زحشری مقرر لی نے نور اور کتاب
 مبین سے قرآن مراد لیا ہے۔ جس کے بارے میں امام فخر الدین رازی نے فرمایا
 رھذا ضعیف (یعنی یہ قول ضعیف ہے) صاحب روح المعانی تفتیح و تشریح
 کے بعد فرماتے ہیں۔ ولا یبعد عندی ان یراد بالنور الکتاب المبین البین صلی اللہ
 علیہ وسلم ولا شک فی صحۃ اطلاق کل علیہ السلام (ترجمہ :- میرے نزدیک نور
 اور کتاب مبین دونوں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے جائیں تو کوئی بعید نہیں اور
 ہر ایک صفت مذکورہ کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا شک معمم ہے) یعنی نور
 اور کتاب مبین حضور ہی ہیں۔

۳۳۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۹ میں یوں لکھا۔
 قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین وفيہ اقوال الاول ان المراد بالنور محمد و
 بالکتاب القرآن (ترجمہ :- بیشک آیا تمہارے پاس نور اور کتاب مبین اور اس
 میں کئی اقوال ہیں) پہلا قول یہ ہے کہ نور سے مراد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

۳۴۔ تفسیر غرائب القرآن مصری بر حاشیہ تفسیر ابن جریر جلد ۶ ص ۸۷ میں،
 قد جاء کم من اللہ نور محمد و اسلام و کتاب مبین هو القرآن (ترجمہ :- آیا تمہارے
 پاس اللہ سے نور یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اسلام اور کتاب مبین سے

مراد قرآن مجید ہے۔

تنبیہ :- بعض تفسیر میں نور سے مراد اسلام بھی لیا گیا ہے۔ یعنی بعض علماء نے ایسا سمجھا ہے۔ لیکن یہ کسی تفسیر میں نہیں کہا گیا۔ کہ جن علماء نے نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ یا حضور کو نور کہنا ناجائز ہے۔ نور کہنا توہین ہے۔ یہ کسی ایک عالم اور محدث یا مفسر نے نہیں لکھا۔

۵۔ فقہ و حدیث اور تفسیر و تاریخ کے امام علامہ ابن جریر البصری تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۹۲ میں اس طرح رقم طراز ہیں :- قد جاءكم من الله نور و کتاب مبين یعنی بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی اذا الله به الحق و اظهر به الاسلام ترجمہ :- بیشک آیاتہا رے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین یعنی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا اور جن کے صدقہ سے اسلام کو ظاہر فرمایا۔

۶۔ علامہ ابوالسعود الشافعی تفسیر ابوالسعود مصری جلد ۴ ص ۲۶ میں یوں تحریر فرماتے ہیں :- قد جاءكم من الله نور قيل المراد بالاول هو الرسول عليه الصلوة والسلام وبالثاني القرآن۔ (ترجمہ :- آیاتہا رے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ علماء کا قول ہے۔ کہ پہلے کلمہ نور سے مراد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور دوسرے کلمہ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید۔

۷۔ تفسیر صادی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۲۱ میں عاشق مصطفیٰ علامہ صادی فرماتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سمي نوراً کا نہ بنور ابصار و عین بھا للہ شاد و لا نہ اصل کل نور حسی و معنوی۔

ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے آپ کا نام نور رکھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو نورانی بناتے ہیں۔ اور ان کو صراط مستقیم تک پہنچا دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (یعنی سب نور آپ سے نکلے ہیں)۔

۸۔ علامہ بیضاوی شافعی اپنی تفسیر بیضاوی مصری جلد نمبر ۲ ص ۹۲ میں لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین و قیل یرید بالمراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۹۔ علامہ اسماعیل حنفی اپنی تفسیر روح البیان مطبوعہ حیدرآباد جلد ۱ ص ۵۴۸ میں یوں لکھتے ہیں۔ و قد جاء کم من اللہ نور کان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اولی باسم النور و هذا لیکان یقول انما من اللہ و المؤمنون منی (ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور یہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ زیادہ لائق ہیں۔ کہ آپ کا نام نور ہو۔ آپ اسی واسطے فرمایا کرتے تھے۔ میں اللہ کے نور سے ہوں۔ اور مومن میرے نور سے۔

۱۰۔ قرآن مجید کو سب سے بہتر سمجھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد

بحائی اور صحابی سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر ص ۲۷ میں یوں رقمطراز ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور ای رسول یعنی محمد ۱۔ (ترجمہ :- آیاتہارے پاس اللہ کی طرف نور یعنی رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔ تفسیر جلالین شریف ص ۵ میں یوں درج ہے۔ قد جاء کم من اللہ نور حوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- آیاتہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۲۔ علامہ خازن تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۴ میں اس طرح رقم پذیر ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سماہ اللہ نور لانہ مجیدی بہ کما یقتدی بالنور فی انظام (ترجمہ :- بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نور رکھا کیونکہ آپ سے راہ ہدایت ملتی ہے۔ جیسے نور سے اندھیرے میں راہ ملتی ہے۔

۱۳۔ علامہ نسفی حنفی تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۴ میں ایسا لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین النور محمد علیہ السلام لانہ یقتدی بہ کما سبی سراجا (ترجمہ :- بیشک آیا تمہارے پاس اللہ سے نور اور کتاب مبین نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ اُن سے راہ ہدایت ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ کا نام سراج رکھا گیا۔

۱۴۔ علامہ حسین کاشفی تفسیر حسینی میں لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب

مبین۔ گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است و کتاب مبین
قرآن است و بحر الحقائق آدرودہ کہ وجہ تشبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور است
کہ اول چیزے کہ حق تعالیٰ بنور قدم از ظلمت کدہ عدم بوجود آورده نور دے بودی اللہ
علیہ وسلم کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ (ترجمہ :- بیشک آیات ہمارے پاس اللہ سے
نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
اور کتاب مبین قرآن ہے۔ اور کتاب بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام پاک رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلی چیز جو حق سبحانہ تعالیٰ نے پیدا کی اور اسے
عدم کی اندھیروں سے وجود کی روشنی میں دلایا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔
کہ حدیث میں ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری (میرا نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا)
تنبیہ۔ ان چودہ تفسیروں سے اُمت کے چودہ جلیل الشان مفسرین اور شاہیر
عالم علمائے اُمت کی تحریروں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں
حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی نور فرمایا۔ پس آپ کو نور کہنا درست
ہوا۔ نور کہنے والے سچے اور آپ کو نور نہ سمجھنے والے جھوٹے ہیں۔ اتنے بزرگوں کی
رائے کے خلاف سمجھنے والا خود جھوٹا ہے۔ ید اللہ علی الجماعۃ (اللہ کا دست
قدرت جماعت پر ہے) اب دیگر آیات میں مفسرین کی رائے اور محدثین کا کلام
سنئے :-

۱۵۔ صاحب تفسیر روح البیان آیت مبارکہ اللہ نور السموات والارض مثل
نورہ الایہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نورا نہ تعالیٰ سعی نفسه نوراً بقوله تعالیٰ اللہ نور السموات والارض ومی الرمحل

ذوالالان اول شئ اظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم كان نور محمد صلى الله عليه وسلم كما قال اول ما خلق الله ذری ثم خلق العالم بما فيه من نور (تفسیر بیان مصری جلد ۱ ص ۵۴)

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مبعوث فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی نور رکھا اور پیلی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا (پیدا کیا) اور علم کے اندھیرے سے اپنے نور قدرت سے ظاہر کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اللہ نے خلق اللہ ذری (اللہ تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے پیدا کی میرا نور ہے) پھر آپ کے نور سے سارا جہان اور جو کچھ اس میں ہے پیدا فرمایا۔

۱۶ - تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۳۳۳ میں زیر آیت اللہ ذر السموات والارض مثل نورہ مشکوٰۃ میں ہے - وقع هذا التمثيل لنور محمد صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس لكعب الاحبار اخبرني عن قوله تعالى مثل نورہ مشکوٰۃ قال لكعب هذا مثل ضربہ الله لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فامشکوٰۃ مدرة والزجاجة قلبه والمصباح فيه النبوة فقد من شجرة مباركة هي شجرة النبوة بكا ونور محمد صلى الله عليه وسلم وامر يتبين للناس ولولم تیکلم به انه نبی لما یکاد ذلک الزيت یفوق روى عن ابن عمر فی هذه الآية قال المشکوٰۃ جوف محمد صلی اللہ علیہ وسلم والزجاجة قلبه والمصباح النور الذی جعله الله لاشرقية ولا غربية (ترجمہ :- یہ تمثیل نور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنی بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شریف ہے

اور فانوسِ قلبِ مبارک اور چراغِ نبوت کہ نبوت کے درخت سے روشن ہے۔ اور اس
 نوچمچی کی روشنی و اضارت اس مرتبہ کمالِ ظہور پر ہے۔ کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان
 نہ بھی فرمائیں۔ جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے کہ آپ نبی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 سے مروی ہے۔ کہ روشندانِ نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فانوسِ
 قلبِ اطہر اور چراغِ وہ نور جو اللہ نے اس میں رکھا کہ نہ شرتی ہے نہ غری۔

۱۷۔ علامہ قاضی عیاضی کتاب الشفائی حقوق المصطفیٰ مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں یہی
 آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اور کوئی اجارہ اور عیدِ حجۃ یا بعین کا قول نقل کرتے ہیں۔
 المراد بالنور الثاني هذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ :- اور آیت پاک
 کے دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۸۔ علامہ شہاب الدین خفای شافعی مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاضی
 مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔ النور اطلق علی اللہ و علی النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم و علی القرآن (ترجمہ :- نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور قرآن پر ہے۔ (قرآن مجید میں ایسا آیا) اور پھر یہی علامہ اسی کتاب صفحہ ۱۱۱
 میں یوں لکھتے ہیں۔ ان النور اطلق علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی مثل نورہ

ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- بیشک نور کا اطلاق نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم پر ہے۔ اور مثل نورہ کے معنی اور مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

۱۹۔ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں یوں
 تحریر فرماتے ہیں۔ مراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان النور عبارة عن الظہور
 وقد انكشف به الحقائق الخفية والاسرار الاحدية (ترجمہ :- اس آیت میں نور

سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نور سے مطلوب آپ کا ظہور ہے۔ کیونکہ آپ کے نور سے حقائق الہیہ اور اسرارِ احادیث (اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راز) کھل گئے۔

۲۰۔ اسی کتاب جلد ۱ ص ۱۱۱ میں حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اطلق النور علیہ الصلوٰۃ والسلام لانہ یعتقدی بہ من انظلمات الی النور۔ (ترجمہ :- نور کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیونکہ آپ کے سبب اندھیروں سے روشنی کی طرف راہ ملتی ہے۔

۲۱۔ علامہ شہاب خجائی انہی آیات کی تفسیر میں فیسم الریاضی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۳۹۶ میں فرماتے ہیں۔ وقد جاء من القابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وسماته فی القرآن عدۃ کثیرۃ کالنور والسراج المنیر کما قال اللہ تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور وفسر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ نور لا ینطفئ (ترجمہ :- حضور سرایا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے القاب اور نام قرآن پاک میں کئی آئے ہیں۔ نور۔ سراج منیر جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد جاء کم من اللہ نور اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے ہیں۔ بیشک وہ ایسے نور ہیں جو نہیں بجھتے۔

فرماتے ہیں۔ سمی اللہ بنیہ صلی اللہ علیہ وسلم نوراً فقال قد جاء کم من اللہ نور المراد بالنور فی ہذہ الآیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فیسم الریاضی جلد ۲ ص ۳۹۶) (ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک نور رکھا فرمایا قد جاء کم من اللہ نور اس وقت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ شریف مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۱۱۱ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں۔ واما النور فقال الله تعالى تد جاءكم من الله نور قيل محمد صلى الله عليه وسلم
 وفي قوله تعالى مثل نوره كشكوة المراد هنا محمد صلى الله عليه وسلم (زرقانی شرح
 مواہب جلد ۳ ص ۱) (ترجمہ :- آپ کا نام نور بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تد
 جاءكم من الله نور علماء کا قول ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کے قول میں نورہ کشکوة میں بھی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)
 ۲۳۔ پھر اسی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سراج کے متعلق لکھا۔ فوالسراج
 الكامل في الاضاءة ولم يوصف بالوهج كالشمس لان المنير هو الذي ينير من غير
 احتياج بخلاف الوهج (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱) (ترجمہ :- آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم روشنی میں سراج کامل ہیں۔ اور سورج کی طرح آپ کو وہج نہ کہا گیا (سراج
 منیر کہا گیا) کیونکہ منیر وہ ہے جو اشیا کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وہج
 کے (وہج جلائے والے کو کہتے ہیں) قرآن پاک میں سورج کو منیر اجاؤ و حاجا فرمایا
 یعنی سورج سراج تو ہے مگر روشنی کے ساتھ سورج کی گرمی بھی جلا دینے والی ہے اور
 حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منیر اجاؤ منیراً فرمایا کہ اشیا کو روشن کرتے
 ہیں۔ مگر جلاتے نہیں۔

۲۴۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ سمي السراج لان السراج الواحد يؤخذ منه
 السراج الكثيرة ولا ينقص من ضوئه كذلك سراج الطاعات اخذت من سراجہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ولم ينقص من اجرة شئ (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱)
 (ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سراج رکھا گیا۔ اس لئے کہ جیسے چراغ سے
 کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں۔ اور اس پہلے چراغ کی روشنی سے کئی نہیں ہو جاتی

اسی طرح طاعات و عبادات کے چراغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے روشن کئے جلتے ہیں۔ اور ان کے بھر میں ذرہ کی نہیں ہوتی (اسی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا اعلیٰ ان اللہ تعالیٰ قد وصف رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنور فی قولہ تعالیٰ قد جاء کرم من اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و سماہ سراجا منیر و فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ عن کعب و ابن الجبیر النور الثانی ہما محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نور فرمائی جیسا کہ فرمایا قد جاء کرم من اللہ نور وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کا نام سراج منیر بھی فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فرماں اللہ نور السموات والارض مثل نورہ میں کعب احبار اور سعید بن جبیر تابعین کا قول ہے۔ کہ دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) پھر علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ نفسہ القدسیۃ اعظم فی النورانیۃ من الشمس (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نورانیت اور روشنی میں سورج سے بڑھ کر ہے) (زرقانی جلد ۶ ص ۲۳۷)

۲۵۔ قرآن مجید میں سورہ الفجر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم ہے نورِ فجر کی فجر بھی ایک نور ہے۔ امام احمد قسطلانی شاح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مصری جلد ۲ ص ۵۷ میں فرماتے ہیں۔ اما الفجرانی قولہ تعالیٰ والفجر هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- لیکن والفجر جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔)

۲۶۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ (قسم ہے ستارے کی جب گرا) ستارا

ایک نور ہے۔ علما کا قول ہے کہ یہاں بھی حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم یاد فرمائی چنانچہ اسی مواہب اللدنیہ مصری جلد ۲ ص ۱۱ میں
 ہے۔ اما النجم نعن جعفر الصادق انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا هو اذ انزل
 من السماء لیلۃ المعراج (ترجمہ :- سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول
 ہے کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تا راجب اتر یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 شب معراج آسمان سے زمین کی طرف اترے)

تفسیر :- علمائے سلف کو پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر پیار
 اور محبت تھی کہ ہر آیت اور ہر کلام سے آپ کی صفت اعلیٰ کی تلاش ہی رہتی محبت تھی
 معنی ہی یہی ہیں۔ اور آج کل کے بعض نام کے مولوی اسی تلاش میں دن رات لگے رہتے ہیں
 کہ کسی آیت کسی حدیث سے کوئی ایسا کلام ملے جس سے حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا کوئی نقص اور کمی شان معلوم ہو۔ دنیا کے عشاق کو دیکھو تو وہ بھی اپنے محبوب کے نقص کو
 صفت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دشمن کا یہ کام ہے کہ نعت کو بھی عیب بنانے کی
 کوشش کرتا ہے لیکن ہمارے حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے پیارے محبوب ہیں
 کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نقص رکھا ہی نہیں۔

۲۷ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد ۱ ص ۱۱ میں فرماتے
 ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ ویدہ حیرت در جمال و کمال
 و غیرہ مے شد" (ترجمہ :- حضور سر پانور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے قدم تک تمام نور
 ہی تھے۔ کہ حیرت کی آنکھیں آپ کے جمال و کمال میں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ یعنی عقلیں آپ کی
 شان میں حیران ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتی۔)

۲۸۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت شیخ لکھتے ہیں۔ "حق سبحانہ تعالیٰ اور نور و سراج منیر درغایت انارت خواند کہ روشن و پیدگشت بجمال و کمال و علی اللہ علیہ وسلم ابعصار و بعمار چنانچہ فرمود قد جاءکم من اللہ نور (مدارج النبوت جلد ۱ ص ۶) ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت درجہ کی نورانیت و تلوین کی وجہ سے نور اور سراج منیر فرمایا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و کمال سے بعمارتیں اور بصیرتیں روشن ہوئیں۔ جیسا کہ آپ کے حق میں فرمایا قد جاءکم من اللہ نور (آیات بہار پاس اللہ سے نور)

۲۹۔ علامہ قاضی عیاضی محدث مالکی فرماتے ہیں قال ابن عطاء فی قولہ تعالیٰ والفرح و لیال عشر الفجر محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شفائ شریف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۰۲) ترجمہ :- ابن عطاء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام والفرح سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۳۰۔ قال جعفر بن محمد الصادق فی تفسیرہ النجود اذا حوی اذہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ النجم الکبر والکوکب الا نور انہ شفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۰۲ ترجمہ :- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے النجم اذا حوی کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں :- کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے نورانی ستارے اور بڑے روشن کوکب ہیں۔

۳۱۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرماتے فرمایا۔ قسم ہے صبح کی صبحی دن کے وقت چاشت کو کہتے ہیں۔ گو یا دن کے نور کی قسم یاد فرمائی۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی دن کا نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی لکھتے ہیں۔ والفجر ان فی الفجر ایماء الی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- بیشک والفجر)

میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ کی طرف اشارہ ہے (شرح اشفا علی قاری)
 اسی طرح دوسرے علمائے نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا دیکھو تفسیر عزیزی و دیگر تفاسیر۔
 ۳۳۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی و الشما و الطارق کی تفسیر میں لکھتے ہیں وما ادرک
 ما الطارق النجم الثاقب ان النجم هنا ايضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ: سورہ
 پاک میں النجم الثاقب جو الفاظ میں۔ یہاں النجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(کتاب اشفا جلد ۱ ص ۲۱۵)

۳۴۔ ملا علی قاری محدث حنفی تحریر فرماتے ہیں۔ طہ اسم من اسمائہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و هو فی حساب العدد و المر من ذی النجم اربعة عشر ايماء الى بدر و ترجمہ
 فی غایۃ النور (شرح اشفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۳۱) (ترجمہ: آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اسماء گرامی سے ایک نام طہ ہے۔ طہ قرآن پاک میں آپ کا ہی نام النجم
 کے حساب سے ہے۔ طہ کے عدد بحساب النجم ۱۴ ہوتے ہیں اور بدر چودھویں رات
 کے چاند کو کہتے ہیں اور یہ آپ کے چہرہ نورانی کی طرف اشارہ ہے جو بے نہایت نور ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۵۔ علامہ زرقانی بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ فمن اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم البدر
 فی قصص الکسانی ان اللہ تعالیٰ قال لموسیٰ ان محمد احو البدر الباهر النجم الزاهر
 و النجم الذی اخر (زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۲۷) (ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اسماء گرامی سے ایک نام بدر ہے امام کسائی نے قصص الانبیاء میں لکھا۔ کہ
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روشن بدر
 چمکنے والا نجم اوزبحر و خاری۔ (موتیوں جیسی نورانی صفیوں کا جہر موانمندر)

۳۵۔ علامہ زرقانی دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ نسرا بعضہم کا حکاکہ الامام فخر الدین الرازی والفحیٰ بوجہہ صلی اللہ علیہ وسلم واللیل بشعر لادنہ وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید النور حیث یقع نورہ علی الجحد اراد انہا بلحا زرقانی جلد ۲ ترجمہ: بعض علماء نے بیان کیا۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے حکایت کی۔ کہ والفحیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پاک مراد ہے اور واللیل آپ کے بال مبارک کیونکہ حضور سر پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا چہرہ بہت زیادہ نورانی تھا۔ ایسا کہ جب دیواروں کے سامنے گزر فرماتے دیواروں پر چہرہ انور کے نور کی چمک پڑتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ دامت ابدانہ۔

تہنئۃ۔ سبحان اللہ وہ علمائے کرام جن کو حضور سر پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے عشق ہے۔ وہ تو یوں تعریفیں اور تحفیں بیان کریں۔ اور آج کل کے خشک ممال اور واعظیوں کہیں کہ آپ کو نور کہنا ناجائز ہے۔ اور حضور کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

فائدہ:- اس سارے بیان گذشتہ سے اُمت کے جلیل القدر علمائے کرام کے نورانی بیان سے آپ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ علمائے کرام کے نام پھیرنے تو تاکہ پتہ لگے کتنی بڑی علماء کی جماعت ہماری ہم عقیدہ ہے۔

۱۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (۲) علامہ آلوسی (۳) امام فخر الدین رازی (۴) صاحب غریب الفرقان (۵) امام ابن جریر الطبری (۶) علامہ ابو السود (۷) علامہ صاوی (۸) امام بیضاوی (۹) علامہ سمیع ختی (۱۰) امام سیوطی (۱۱) علامہ خازن (۱۲) علامہ نصفی (۱۳) علامہ شافعی (۱۴) قاضی عیاض (۱۵) علامہ شہاب خفاجی (۱۶) علامہ علی قاری (۱۷) امام قسطلانی

(۱۸) علامہ زرانی (۱۹) شیخ حقیق عبدالحی محدث (۲۰) اور متقدمین سے کعب احبار (۲۱)
 سعید بن جبیر (۲۲) ابن عطار (۲۳) سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۲۴) امام کسائی
 اور صاحب کبر الحقائق بھی ان ۵۸ مستند و معتبر علماء نے آپ کو نور مجہا۔ بیشک آپ نور ہیں
 اور ہم خدا کے فضل و کرم سے کثیر جماعت علماء کے ہم خیال ہیں۔ اور جو ان کے مخالف
 عقیدہ رکھتا ہے وہ بڑی جماعت کی مخالفت کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔ اب
 سنو حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ اور اس کے ساتھ اقوال علماء امت۔

حدیث نور

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
 وضع واضح میں تیری صورت سے معنی نور کا

۱۔ بخاری شریف کتاب الدعوات جلد ۲ ص ۹۳۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ حضور ابراہیم نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہ دعا مانگی۔ اللہم جعل
 فی قلبی نوراً و فی بصری نوراً و فی سمعی نوراً و عن یمینی نوراً و عن یشاری نوراً و فو فی نوراً و حتی
 نوراً و اما فی نوراً و خلفی نوراً و اجعل لی نوراً (ترجمہ) : اے اللہ کرے میرے دل
 میں نور۔ میری آنکھوں میں نور۔ میرے کانوں میں نور۔ میرے دائیں اور بائیں نور۔
 بائیں نور۔ میرے اوپر نور۔ میرے نیچے نور۔ میرے آگے نور۔ میرے پیچھے نور۔
 اور مجھے درجی نور بنا دے۔

۲۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۶۱ باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دعائہ باللیل میں

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔ قال ابن عباس کنت عند خالتی میمونۃ
نجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکر بشئ حدثت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولم یثبت (ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اپنی خالہ ام المومنین
حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لے آئے۔ پھر ساری حدیث نور ذکر کی اور یہ الفاظ بھی فرمائے واجعلنی نوراً (مجھے نور
بنادے) اور اس حدیث میں شک نہیں کیا۔

۳۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی اس حدیث کو نقل کیا۔ مثلاً امام ترمذی
نے جامع ترمذی میں امام نسائی نے سنن نسائی میں۔ امام قاضی عیاض نے کتاب الشفا
میں۔ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ فی
الحی و فی الشجر و عطای و لسانی و قبری نوراً (یعنی میرے گوشت۔ میرے خون
میرے بالوں۔ میری ہڈیوں۔ میری زبان۔ میری قبر کو نور بنادے)

۴۔ فتح الباری شرح معجم البخاری مطبوعہ مصر جلد ۱۱ ص ۹۳ میں علامہ ابن حجر عسقلانی
نے اس حدیث کی شرح بسط لکھی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی روایت کئے دزدنی نوراً
راہی مجھے زیادہ نور دے) یعنی نور ہی نور بنادے اس نور میں پھر ترقی دے دن رات
کی ہر گھڑی میں نور بڑھتا رہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَآ اُخْرِجُ تَخِیْرًا لِّكَ مِنْ
الْاَوْفٰی (مے محبوب آپ کی ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے) یعنی نور ہر روز ترقی پر
ہوتا ہے۔

۵۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۸ میں ہے۔ قالت حلیمۃ دکان ینزل علیہ صلی اللہ
علیہ وسلم کل یوم نور کون الشمس ثم یخفی عنہ (حلیمہ کہتی ہیں ہر روز آپ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ يَوْمٍ يُزَكَّرُ الشَّمْسُ ثُمَّ يُجْلَى عَنْهُ رَحْلِيمُهُ مَتَى هِيَ هِرْمُوزُ أَبِي هَالِي اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُسُوجِ كَيْ مِثْلِ نُورِ زَاوَلِ هُوَ تَا بِهَرِ أَبِي هَالِي سَ مِنْ نُورَانِي هُوَتِي، لِيَعْنِي
وَنَ بَدَنِ نُورِ مِي تَرْتِي هُوَتِي جَانِي۔

۲۔ ملا علی قاری محدث حنفی حدیث نور کی شرح میں شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۱۵
میں لکھتے ہیں۔ هُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِهِ وَقَالَهُ نُوْرٌ لِيَسْتَنَارَ مِنْهُ الْأَنْوَارُ وَيَسْتَفْئِدَ
مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَدِدَالَهُمْ أَجْعَلْنِي نُورًا وَدِدَالَهُ اللَّهُ تَعَالَى نُورًا۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اور بدن تمام نور ہے۔ سارے نور (سورج، چاند،
ستارے وغیرہ) آپ کے نور سے روشنی لے کر نورانی بنے ہوئے ہیں۔ اور زردلوں کے
راز آپ سے روشنی پاتے ہیں اور حدیث میں وارد ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا رَّسُلَهُ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
نُورِ بَنَادِي (بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے۔

فائدہ :- حدیث کا یہ فقرہ قابلِ غور ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا رَّجِيْ (نور بنادے) تو کیا
حضور میرا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہوئی ہے
یا نہیں۔ اگر نہیں تو کوئی ثبوت دیا جائے۔ اگر منظور ہو گئی ہے تو پھر نور بن گئے ہمارا پھر ہو گئے
نور ہی نور ہو گئے۔ ”بشریت ختم یا بطور لباس رہ گئی۔“

۷۔ آخری فقرہ ”بشریت“..... ”پڑھ کر منکر نور ضرور چونک پڑے گا۔“

لو سن لو۔ ہندوستان کے مایہ ناز محدث شیخ المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ
محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی پارہ ۲ ص ۲۱۵ میں یوں رقم پڑے ہیں۔ ”لَا خَيْرَ لَّخَيْرٍ نَّكَ
مِنَ الْأَوَّلِ وَالْبَتَّةَ هِرْ حَالَتِ آخِرُ بَہْتَرِ بَاشَد۔ تَرَا زِ مَعَالِمَاتِ أَوَّلِ تَا آئِ نَکَ بَشَرِيَّتِ تَرَا اَصْلَ
وَجُودِ نَمَانِدِ غَلْبَةِ نُورِ حَقِّ بَرِ تُو عَلٰی سَبِيلِ الدَّوَامِ حَاصِلِ شَرِّ۔“ (ترجمہ :- اور اس آیت مبارک

..... کے معنی یہ ہیں کہ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آخری حالت آپ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا اصل وجود نہیں رہا اور آپ پر نوری کا غلبہ ہمیشہ کینے حاصل ہو گیا۔ یعنی آپ پر تجلیات الہی کی اس قدر برسات ہو رہی ہے کہ بشریت بالکل غائب ہو کر نوری نور ہو گیا ہے۔ آپ مجسمہ نور بن گئے منظر نور خدا ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث موصوف کے والد ماجد فخر علمائے ہند و پاکستان علامہ المفسرین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین ص ۹۲ میں فرماتے ہیں۔ و شاهدہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس بشان رجل واحد بل نشأۃ مبتدأۃ منبسطة علی هیئ اھل البشر و البشر نشأۃ منبسطة علی وجہ الموجودات فکانہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات و آخر نقاط الظہور فالسر دقیق (مذہبہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ایک مرد واحد کی شان نہیں۔ بلکہ ایک عالم کے مبدئ و مصدر ہیں۔ جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات اور ظہور کے نقاط سے آخری نقطہ ہیں۔ اور یہ ایک باریک راز ہے۔ (شان رسول کا جاننا باریک راز ہے صلی اللہ علیہ وسلم)

خَلَقَتْ نُور

دیکھنے والوں کو کچھ سمجھانے بھال نور کا : مَن رَأَىٰ يَٰأَيُّهَا نُورُكَ
۱۔ حضور سر پا نور علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورَی (سب سے)

پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا زید پیدا فرمایا (اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپؐ نور ہیں اور سب سے پہلے آپ ہی کا زید کیا گیا۔

تسلیم :- منکر نور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمیں ثابت نہیں۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا لیکن مستند کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ سنئے !

۲۔ علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۵۴۸ میں لکھتے ہیں۔ اول شیئ اظهرہ الحق بنور قدرته من ظلمة العدم کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قال اول ما خلق اللہ ذری (ترجمہ :- پہلی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے عدم کے اندھیرے سے ظاہر فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اول ما خلق اللہ ذری۔

۳۔ ہندوستان میں علم حدیث لانے والے تمام علمائے حدیث کے استاد حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ بدانکہ اول مخلوقات دو اسطرۃ صمد و کائنات دو اسطرۃ خلق عالم و آدم نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ صحیح حدیث صحیح و روشن است اول ما خلق اللہ ذری و حدیث اول ما خلق اللہ العقل نزد محققین و محدثین بھی

نرسیدہ (ترجمہ :- جانے کہ سب مخلوق سے پہلی مخلوق اور کائنات کے ظہور کے لئے واسطہ اور سب عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ اول ما خلق اللہ ذری اور دوسری حدیث کہ اول ما خلق اللہ العقل (سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا) محققین و محدثین کے ہاں درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔

۴م۔ حافظ علامہ علی بن برہان الدین حلبی کتاب سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۱۲۲
 میں لکھتے ہیں۔ وجاء أول ما خلق الله نوري وفي رواية أول ما خلق الله العقل
 (حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ اور دوسری
 روایت میں ہے۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا) ایسا لکھ کر
 علامہ حلبی سید المشائخ حضرت شیخ علی الخواصی رحمۃ اللہ علیہ (جو اُمت کے جلیل الشان
 اولیاء میں سے ہیں) کا قول نقل کرتے ہیں۔ معناه واحد لان حقيقة صلي الله
 عليه وسلم يعبر عنها بالعقل الاول (دو حدیث کے معنی ایک ہی ہیں۔ کیونکہ
 حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل اول سے تعبیر کی جاتی ہے)
 فائدہ :- ثابت ہو گیا کہ اول ما خلق الله نوري حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی حدیث پاک ہے۔ پھر حضرت شیخ محقق دہلوی نے اس حدیث کو صحیح
 حدیث فرمایا۔

۵م۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۲۹ میں لکھتے ہیں۔ عن علي بن الحسين
 رضي الله عنهما عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كنت بين
 يدي ربي قبل خلق ادم عليه الصلوة والسلام باربعة عشر الف عام۔
 ترجمہ :- علی بن حسین نام زین العابدین رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے انہوں
 نے اپنے باپ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے چار ہزار سال
 پہلے اپنے رب تعالیٰ کے سامنے تھا۔ یعنی سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا۔
 اور یہ تو حدیث شریف میں مشہور ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں تھے۔“
 یعنی آدم علیہ السلام کا وجود نہ رہا تھا۔ اور میں اس سے پہلے پیدا ہوا ہوا تھا۔
 ۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اُن کی اولاد ان کو
 دکھائی گئی۔ اُن میں ایک **لوز** سب چمکدار دیکھا کہائے میرے رب یہ کون ہے
 قال هذا ائبلہ احمد وهو اول وهو آخر وهو اول شافع۔ خضعت لکبریٰ سیوطی
 جلد ۱ ص ۳۹

ترجمہ :- فرمایا تیرا بٹیا احمد نام ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اول بھی ہے۔
 اور آخر بھی اور پہلا شفیع بھی۔

۵۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مصری جلد ۱
 ص ۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی جنور سر ایا لوز
 صلی اللہ علیہ وسلم کا لوز پیدا کیا۔ تو حکم دیا کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے اوزار پر نگاہ
 کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ کی۔ سب انبیاء کرام کے اوزار کو آپ کے
 لوز نے ڈھانپ لیا۔ انبیاء کرام نے عرض کیا۔ الہی ہمارے اوزار پر یہ کون لوز
 غالب آگیا ہے۔ فرمایا۔ ہذا لوز محمد بن عبد اللہ ان امنتہم بہ جعلتکم
 الانبیاء قالوا امینا (یہ لوز محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اگر
 تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تم سب کو انبیاء بناؤں گا۔ سب انبیاء کرام نے
 کہا۔ ہم ایمان لائے)

۶۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد ۱ ص ۲

یہ یعنی اپنی اس کتاب کی پہلی ہی شروع سطر میں لکھتے ہیں۔ حوالہ اول والاخر
والظاہر والباطن وهو بكل شیء علیم اس کلمات ہم شتمل برحمد وثنائے الہی
است تعالیٰ و تقدس وہم تضمن نعت ووصف حضرت رسالت پناہی است
صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ ہر چیز کا
عالم ہے۔ یہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بھی ہیں۔ اور حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔

سبحان اللہ پہلے علمائے کرام اور محدثین سلف کی عبارات کیا ایمان افروز
اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز نظر آتی ہیں۔ نہ کہ لفظ سے
محبت پمکتی ہے۔ نہ سطر در دو سوز کی موج ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین عشق
کے بحرِ ذخاربِ ڈوبے ہوئے درود محبت کے موتی بکھیر گئے۔ کتاب لکھ رہے ہیں
محبوبِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہے ہیں۔ ایسی پیاری تحریر ہے آج کل
کے جرے بڑے حبیبہ پوش مولویوں کی تحریریں پر صو۔ بالکل خشک الفاظ محبت
خالی بیان حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیرِ بحث رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذاتِ سنوہ صفات میں نقائص بیان ہو رہے ہیں۔ دن رات نقائص
کی جستجو ہے۔

نعوذ باللہ من علم لا ینفع

صل نور

نورِ حق سے ہے ہوا آپ۔ یہ جلوہ نور کا
 شمعہ انوارِ حق سے ہے یہ لمعہ نور کا

مُنکِرین نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پھر اولین نور
 ہونے کے بھی انکار ہی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہونے کے تو
 سختی سے منکر ہیں۔ اگر کہا جائے کہ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا
 کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ تو بڑے نور سے ترید کر رہے ہیں
 یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا
 تعالیٰ کے نور سے ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ روایت جاہلوں کی وضع کی ہوئی ہے
 معتبر و معتد کتابوں میں کوئی ایسی حدیث نہیں۔ لیکن منکرین کی یہ بڑی زبردستی
 اور اپنا مذہبی تعصب یا کم علمی ہے۔ ورنہ معتبر کتابوں میں ایسی روایات موجود
 ہیں۔ اور ثقہ و مستند علماء و محدثین نے ان کو قبول کیا۔ اور اپنی اپنی کتابوں میں
 درج کیا اور اپنی اپنی نفیس رائے بھی لکھی۔ لو سنو !

۱۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ
 تعالیٰ کے استاد اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ عبد الرزاق
 ابو بکر بن ہمام نے اپنی کتاب المعروف "مصنف عبد الرزاق" میں یہ حدیث
 نقل کی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ بانی امت و امی
 اخبرنی عن اول شیئ خلقه اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ

قد خلق قبل الاشياء نور نبیؐ من نوره الحديث -

ترجمہ :- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

فائدہ :- اس حدیث کو متقدمین نے اپنی کتابوں میں درج کیا اور اس پر اعتبار کیا چنانچہ
۱۔ امام بیہقی نے اپنی مؤلفہ کتاب دلائل النبوت میں -

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۴۴ میں -

۳۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۴۴ میں اس پر اعتبار کیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی :-

۴۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے افضل القری میں -

۵۔ علامہ دیار بکری نے تاریخ جمہلیس میں -

۶۔ علامہ فاسی مصری نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں -

۷۔ حافظ علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۳ میں -

۸۔ علامہ یوسف بن اسماعیل بخاری نے انوار المحمدیہ مصری ص ۱۳ میں -

۹۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں -

پس یہ حدیث محدثین عظام کی نگاہ میں مقبول ہے۔ اصول حدیث میں

ایسی حدیث تلقی علماء باقبول ہے۔ پھر ایسی حدیث کے لئے سند کی حاجت

نہیں رہتی۔

۲۔ قرآن مجید میں ہے۔ یُرِیدُونَ یُطِغْنُوْا فَرَّ اللَّهُ علامہ زرقانی اس کی تفسیر فرماتے ہیں۔ اِنَّ مُحَمَّدَ صلی اللہ علیہ وسلم زرقانی جلد ۳ ص ۱۶۹) بیشک نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
 فائدہ :- دیکھئے علامہ زرقانی کی رائے نفیس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود حضور سرافور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نور فرمایا۔ اس سے بھی نور ہونا ثابت ہوا۔

۳۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ فی کتاب شعبہ علیہ السلام عبدی الذی یتبیت شانہ انزل علیہ وحی عجی القلوب الغلف وما اعطیتہ لا اعطیہ احد ایحمد اللہ حمد اجدید الم یسبقہ احد وهو نزل اللہ الذی لا یطفا سلطانہ علی کتفہ ای خاتم النبوة۔

ترجمہ :- کتاب شعبہ علیہ السلام میں ہے۔ میرا ایک بندہ جس کی شان عظیم ثابت ہے۔ میں اس پر وحی اتاروں گا وہ مغفوف دلون کو زندہ کرے گا۔ میں کسی ایک پر اس کی مثل عطا نہیں کروں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نئی حمد کرے گا اس کی شان سے کوئی بڑھ نہیں سکے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا نور ہے جو کبھی نہ بجھے گا۔ اس کی دلیل اس کے کندھے پر مہر نبوت کا نشان ہو گا۔

۴۔ خواجہ خواجگان شاہباز عرفان امام ربانی محبوب سبحانی حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرمدی آیتہ من آیات اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شہرہ آفاق کتاب مکتوبات شریف مجددی مکتوب متاد فتر سوم میں

یوں مقرر ہیں۔ باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق بیچ فرقے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ با وجود نشاء عنصری از نور حق جلّ و علی مخلوق گشته است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ۔

ترجمہ :- جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش عام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ افراد عالم میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری وجود رکھنے کے حق تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

۵۔ علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی مصری بنیم الریاضی شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ ص ۳۹۶ میں لکھتے ہیں۔ النور الحقیقی هو اللہ تعالیٰ فهو نور السموات والارض و نور الانوار وقال الاشعری انه نور لیس کالانوار و روح النبوة القدسیة لمعة من نوره فلذا سمي النبي صلی اللہ علیہ وسلم نورا۔

ترجمہ :- نور حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی آسمانوں اور زمین کا نور اور نور الانوار ہے علامہ ابو الحسن اشعری کہتے ہیں۔ بیشک اس کا نور دیگر انوار کی طرح نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اللہ کے نور کی ایک کرن (جھلک جھپک۔ شعاع) ہی اسی واسطے آپ کا نام نور ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۶۔ یہی علامہ اسی کتاب مذکورہ کی جلد ۴ ص ۳۹ میں لکھتے ہیں کہ شیخ المشرق قطب الاقطاب اُمت کے حلیل الشان ولی حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ (یہ شیخ مؤلف دلائل الخیرات ہیں) ایک دفعہ میں مسجد اقصیٰ میں سو گیا
میں نے خواب دیکھا کہ بڑی خلقت جمع ہو رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیسا اجتماع ہے
کہنے لگے۔ یہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شاہ منصور جلج کی سفارش کر نیکیئے حاضر ہوئے ہیں
اس ایک بے ادبی ہو گئی ہے۔ میں نے نگاہ کی تو ایک نورانی تخت دیکھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کے چاند اس پر جلوہ افروز ہیں۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام فرشتہ زمین پر
بیٹھے ہیں میں غور سے ان کا کلام سننے لگا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے جو یہ فرمایا کہ علماء امتی کا انبیاء ربی
اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں) پس آپ ہمیں اپنا
ایسا کوئی امتی دکھائیں۔ آپ نے فرمایا یہ ہے اور اشارہ امام غزالی کی طرف فرمایا۔
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام غزالی پر ایک سوال کیا۔ غزالی نے ایک
سوال کے دس جواب دیئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتراض کیا۔ کہ
ایک سوال کا ایک ہی جواب دینا کافی ہوتا ہے۔ سوال ایک۔ جواب دس۔ غزالی
نے کہا۔ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ وَمَا
تَلَکَ بِمُؤْمِنٍکَ یَا مُوسٰی (تیرے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ) اس کا جواب یہی
کافی تھا حٰی عَصَاہِ (یہ میرا عصا ہے) آپ نے اس کی کئی اور صفات گن
دیں۔ (اس کے بعد شیخ شاذلی کہتے ہیں) میں اس سوچ میں متفکر تھا اور حضور
سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالتِ قدر سے حیران تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نخت پر جلوہ پذیر ہیں۔ اور سب انبیاء زمین پر ہیں اذ قتی شخص برجلہ ذقہ مز

عَجَّةً فَانْبَعَثَ فَاذِ ابْقِمْ يَشْعَلُ تَنَادِيًا اِلَاقِمْ فَقَالَ لَا تَعْجَبْ فَاِنَّ الْكُلَّ خَلَقُوا مِنْ
 نُوْرٍ فَخَرِيْتُ مِنْ شَبَابِهِمَا اَتَامُوا الصَّلَاةَ اَفْتَتِ وَطَلَبْتَ الْيَقِيْمَ فَلَمْ اَجِدْ اِلٰى يَوْمٍ هَذَا
 (مجھے ایک شخص نے پاؤں سے سخت ٹھوکر دی۔ میں جاگا دیکھا ایک قیم قحی کی فیلین
 روشن کر رہا ہے۔ اس نے کہا حیران نہ ہو۔ سب انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا جب نماز کھڑی ہوئی مجھے افاقہ ہوا تو
 میں نے اس قیم کو تلاش کیا مجھے آجنگا وہ نہیں ملا۔)

فائدہ :- اسی باب کے نمبر ۱ میں جو حدیث مصنف عبد الرزاق سے درج کی گئی
 ہے۔ وہ ایک لمبی حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث میں یہ سارا ذکر ہے کہ آپ کا
 نور اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہوا۔ اور پھر آپ کے نور سے ہر چیز مخلوق ہوئی۔

۷۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۳۳ میں ذکر کیا ہے۔ کہ حافظ ابن کثیر نے اپنی
 تاریخ میں نقل کیا ہے اور اس حدیث کا اقرار کیا ہے۔ کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
 کو کہا دریا دان العالم کلمہ خلق منه (بیشاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکمتے ستار
 تھے۔ اور سارا جہان آپ کے نور سے ہوا)

۸۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۹ میں نقل کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ اے
 جبریل تیری کتنی عمر ہے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔ مگر یہ بات ہے کہ حجاب رابع
 میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے (پھر چھپ جاتا ہے)
 اور میں نے اسے ستر ہزار بار دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا یا جبریل دعنا تا ربی جل جلالہ
 انا ذالک الکوکب رواہ البخاری (اے جبریل اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہی وہ ستارہ

ہوں اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا

نَسَبِ نُور

انبیاءِ اہلِ توحید تو بالکل ہے جسلمہ نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

۱۔ زرقانی مطبوعہ جلد ۱ ص ۷۶ میں روایت ہے۔ عن ابن عباس انہ لما نفع فی ادم الروح صار نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یلع من جہتہ کالشمس مشرقہ ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔

۲۔ پھر علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ وردوا بصر الشیطان طلعة نورہ فی وجہ ادم کان اول من سجد اولو رای النور و نور جلالہ عبد المجلیل وامن مع المجلیل ولا عند۔

ترجمہ :- مروی ہے کہ اگر شیطان حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دیکھ لیتا۔ تو سب پہلے آدم کو سجدہ کرتا۔ اور اگر منور و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماتھے مبارک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دیکھ لیتا۔ تو مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ کی عبادت کرتا اور حضرت خلیل علیہ السلام پر ایمان لاتا اور ہرگز نہ کشتی نہ کرتا۔

۳۔ امام احمد قسطلانی شراح بخاری کتاب مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۹

رزقانی مع مواہب) میں لکھتے ہیں۔ واما سجود الملائكة لآدم فقال الامام
 فخر الدين الرازي في تفسيره ان الملائكة امروا بالسجود لآدم لاجل ان نبينا
 محمد صلى الله عليه وسلم كان في جمعة - ترجمہ :- آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا سجدہ
 کرنا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہا کہ فرشتوں کو جو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام
 کو سجدہ کر دیے اس لئے تھا کہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نوزائش کی پیشانی میں تھا۔
 سبحان اللہ عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء کے خیالات و عبارات کیسی ایمان
 افروز ہیں۔

۴۷۔ علامہ رزقانی نے رزقانی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۲ میں روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے
 آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو آپ کا نام آدم رکھا اور کنیت ابو محمد رکھی آدم علیہ السلام نے عرض
 کیا۔ الہی میری یہ کنیت کیوں رکھی گئی۔ حکم ہوا۔ اے آدم اوپر سر اٹھاؤ۔ جب اوپر سر
 اٹھایا تو زجر صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پردوں میں چمکتے دیکھا۔ کہا الہی یہ نور کیا ہے
 قال هذا نور من ذریقتک اسمہ فی السماء احمد وفي الارض محمد ولولہ ما خلقتک
 ولا خلقت السماء ولا الارض فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار (فرمایا یہ
 نور میرے ایک نبی کا ہے۔ تیری اولاد میں سے ہوگا۔ آسمان میں اس کا نام احمد ہے اور
 زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ نہ ہوتا تو تجھے (اے آدم) پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان
 و زمین پیدا کرتا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو نہ آدم اور نہ جنت و دوزخ ہوتے
 فائدہ :- منکرین نور کا یہ بھی اعتراض ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاك حدیث
 جو مشہور ہے یہ حدیث ہی نہیں۔ نار و وال کے ایک جلسہ میں تو ایک منکر مولوی نے یوں کہہ دیا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کلام ہی نہیں ہو سکتا یعنی آپ نے اس موضوع

هذا الاوان فنودي يا ادم ولو تشفعت الينا نجعل في اهل السموات والارض لشفعناك
 (یہ تیرا بیٹا ہے یہ نہ ہوتا تو تجھے پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس محترم
 بیٹے کا صدقہ اس کے والد پر رحم فرما پس ندا آئی اے آدم اگر تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق
 کی بخشش کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شفع لانا تو بھی میری شفاعت میں قبول
 کر لیتا) اور امت کے جلیل الشان ولی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
 مرصا العبادہ ص ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ چوں خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زیدہ و خلاصہ موجودات
 و ثمرہ شجرہ کائنات بود کہ دلائل ما خلقت الکل مبداء موجودات ہوا مدحیر کہ آفرینش
 بر مثال شجرہ ایست و خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثمرہ آل شجرہ بحقیقت از تخم ثمرہ باشد
 پس حق تعالیٰ خواست کہ موجودات را از کتم عدم بفضائے وجود آورد اول نور محمدی را
 صلی اللہ علیہ وسلم از پر نور احد بیت خود بیرون آورد (معارض النبوت کن اولیٰ)
 نور محمدی : چونکہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلاصہ موجودات اور شجرہ کائنات کا ثمر
 تھے کہ آپ نہ ہوتے تو خلقت کائنات ہی نہ ہوتی۔ لہذا کل موجودات کا منشأ و
 مصدر نور محمدی ٹھہرا اس لئے کہ کائنات مانند ایک درخت کے ہے اور سید عالم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام اس شجرہ کے ثمر۔ درخت کی حقیقت پھل کے بیج سے ہوا کرتی ہے
 جب مولائے قدیر نے چاہا کہ موجودات کو کتم عدم سے منصفہ شہود پر جلوہ آور فرمائے
 تو اپنے نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا (اب ہم پھر اپنے
 موضوع کی طرف آتے ہیں)

۵۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۶۲ میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت حوا علیہا
 السلام کے شکم سے جب ہوتا۔ بڑا پیدا ہوتا۔ مگر جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے

تو واحد ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس لئے کہ انہیں نبوت دی جائے۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھ لئے۔ فکان فی وجہ شہید نور بنیہا صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی شہید علیہ السلام کی پیشانی میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ لگن تھا)۔

۴۔ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک بزرگ نزر نام تھے ان کے بلے میں امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ مصری جلد ۱ ص ۱۷۷ میں لکھتے ہیں۔ انہ لما ولد ونظر ابواہ الی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بین عینیہ فرح فرحاً شدیداً واطعمہ وقال ان هذا کله نذر ائی قلیل حتی هذا المولد۔ ترجمہ: جس وقت نر پیدا ہوا۔ اس کے باپ نے اس کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک دیکھی۔ بہت زیادہ خوش ہوا۔ عام طعام پکا کر خیرا کیا۔ اور کہا اس مبارک فرزند کی خوشی میں اتنی خیرات بہت تھوڑی ہے۔ (نزر کے معنی قلیل ہے۔ لہذا ان کا نام اس دن سے نزر پڑ گیا)۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ ان کے باپ عبد مناف کا ذکر ہے۔ و عبد مناف اسمہ المغیرۃ وکان یقال لہ قمر البطحا الحسنہ وجمالہ (سیر حلبیہ جلد ۱ ص ۱) ترجمہ: عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ (آپ حسین کہ) حسن و جمال کی وجہ سے ان کو قمر البطحا کہا کرتے تھے یعنی بطحا دادی مکہ کا چاند۔ اور یہ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور فروزاں تھا۔

۶۔ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ وکان نور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ یتوقد شعاعہ ویتلألأ ضیاءہ وایماشی الاشیاء (ابو داؤد)

(زرقانی جلد ۱ ص ۷)

ترجمہ :- اُن کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شعاعیں مارتا تھا۔ جس چیز پر سے گزرتے وہ انہیں سجدہ کرتی (پھر علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ ہرقل شاہِ روم نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے ایسی خوبصورت کہ کسی عورت نے ایسی مہ پارہ لڑکی نہیں جنی ہوگی۔ اگر میرے پاس تشریف لائیں تو میں اس لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں۔ یہ اس لئے کہ انارادہ بن الکوزر المصطفیٰ (کہ ہرقل کا ارادہ نور مصطفیٰ پہلے تھا) یعنی کہ یہ نور میری لڑکی کو ملے۔ مگر فانی حاشیہ (ما شتم نے انکار کر دیا)

۹۔ امام قسطلانی نوامیس الدینیہ شریف جلد ۱ ص ۷۸ میں نقل کرتے ہیں کہ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی پیشانی میں کان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا) اور لوگ اُن کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے کہ ان اللہ یفیثھم ویسقیھم ببرکۃ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیثا عظیما (پس اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے اُن کے لئے بڑی بارش بھیج دیتا)۔

۱۰۔ اسی کتاب جلد ۱ ص ۷۸ میں ہے کہ جب ابراہیم شکر جبار سیکر کعبہ مکرمہ کو گرانے آیا سب کہ دالے پہاڑ پر جا چڑھے شہر خالی ہو گیا۔ عبدالمطلب بھی شبیر پہاڑ پر کھڑے تھے۔ فاستدارت دارۃ غرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیعہ کا خدا کا داشتہ دستا عھا علی البیت الحرام (اُن کی پیشانی میں جو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھا۔ اس نور کی شعاع گول دائرہ میں چمکتی ہوئی پہلی

رات کے چاند کے طرح ظاہر ہوئی اور تیز روشنی کعبہ مکرمہ پر پڑی (عبد المطلب نے دیکھا تو کہلے قوم قریش! تمہیں مبارک ہو۔ تمہارا بہتر ہوگا۔ فوالله ما استدار هذا النور مني الا ان يكون المظفر لنا) خدائی قسم اس نوز کی ایسی شعاع جب بھی مجھ سے ظاہر ہوئی، ہمیں اس کام میں نفع ہی حاصل ہوئی۔

پھر ابرہہ کا آدمی عبد المطلب کے پاس آیا۔ نظری وجہ عبد المطلب خضع و تالجب لسانہ و خرمغشبا علیہ (اس نے عبد المطلب کے چہرہ کو دیکھا تو جھک گیا۔ ایسا مبہوت ہوا کہ زبان بات کرتے کانپنے لگی۔ اور اسے غش آگیا) اس سے ایسی آواز نکلنے لگی جس طرح گلے ذبح کی جائے تو اس کے گلے سے نکلتی ہے۔ پھر جب اس آدمی کو ہوش آیا آخر ساجد العبد المطلب (عبد المطلب کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔)

ابرہہ بائینوں کی فوج نے کعبہ مکرمہ کو گرنے آیا تھا۔ سانسے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ مگر اب بڑا ہاتھی جس کا نام محمود تھا۔ وہ اسے سجدہ نہ کرتا تھا جب عبد المطلب اس کی بارگاہ میں اپنے اونٹ لینے گئے۔ تو اس کے خادم گھبر کر لے گئے تھے۔ تو ابرہہ نے محمود ہاتھی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ہاتھی آیا جب اس نے عبد المطلب کو دیکھا۔ تو گھٹنوں کے بل گرا اور عبد المطلب کو سجدہ کیا۔

اور بولا السلام علی النور الذی فی ظہر دا عبد المطلب (اے عبد المطلب اس نوز پر سلام جو تیری پشت میں ہے) مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۸۴

اعتراض۔ یہاں کوئی کہہ دے کہ نوز نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو موت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرم

مادر میں تھے۔ عبدالمطلب میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کہاں تھا۔

جواب :- علامہ زرقانی اس کا جواب دیتے ہیں۔ بان النور لم یتقل کله بل انتقل ما هو مادة المصطفیٰ وبقی اثرہ فی صلب اصولہ نشر بفالمعنی سارا نور منتقل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہی منتقل ہوا۔ جو مادہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادوں کی صلیبوں میں رہ گیا ان کی عزت بڑھانے کے لئے (زرقانی جلد ۱ ص ۸۶) جیسا کہ پھول نکل جانے سے ٹوکری میں ابھی خوشبو بسی رہتی ہے۔

۱۱۔ زرقانی جلد ۱ ص ۱۱ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبد اللہ انہ کان یتلا لاؤذا (گویا قریش میں ایک چمکتا ہوا نور تھے) عورتیں جناب عبد اللہ پر قربان جاتی تھیں۔ جب دیکھتیں کدن ان نذہل عقولہن (قرب تھا کہ ان کی عقلیں زائل ہو کر پاگل ہو جائیں) قال اهل السیر فلقی عبد اللہ فی زمنہ من النساء فلقی یوسف فی زمنہ من امرأۃ العزیز (اہل سیر کا کہنا ہے کہ عبد اللہ اپنے زمانہ میں عورتوں میں ایسے تھے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام عزیز کی بیوی زلیخا کے سامنے)



ظہور نور

گلشنِ مکہ میں کیسا پھول پھولا نور کا
مست بو میں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ اس آیت مبارکہ کے معنی
اور تفاسیر صحیحے گزرجائیں۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے ظہور نور کا اشارہ فرمایا ہے۔ اب اس باب میں حضور سرورِ باور صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی تشریف
آوری کے وقت کیا لورانی واقعات ظہور پذیر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور کی تجلی عالم دنیا میں کس طرح چمکی۔

۱۔ کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ باور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ وہ
جنت کے فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ زمین پر اترے۔ جہاں اب آپ کی
لورانی قبر ہے۔ وہاں سے ایک مٹھی مٹی لی۔ اور اسے جنت کی نہر نسیم کے پانی سے
گوندھا اس لورانی اور خوشبودار مٹی کو لے کر عرش و کرسی کے گرد بچرے۔ اور آسمانوں
اور زمینوں پہاڑوں سمندر وں میں گھوم گئے (مواعظ اللہ فیہ بشریف جلد ۱ ص ۳۲)
فائدہ ۴ :- سلیمان ندوی نے سیرت النبیؐ میں ایسی روایات کو قابل تسلیم
نہیں سمجھا۔ اور سیرت النبیؐ جلد سوم ص ۳۱ میں علامہ زرقانی کی تعریف یہ کی
ہے۔ کہ یہ محتاط پسند محدثین سے ہیں۔ معجزات غیر مستند کی انہوں نے تردید کی

ہے۔ پس علامہ زرقانی نے ہی اس روایت مذکورہ کی شرح میں لکھا ہے۔ قال بعض العلماء هذا الايقال من قبل الراي فهو اما عن الكتب القديمة لانه خبرها و
عن المصطفیٰ بواسطۃ فہو مرسل۔

ترجمہ: بعض محدثین نے کہا ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاتی پس یہ کتب
قدیمہ سے نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ کعب اخبار یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ جیسا
انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صحابی کے واسطے سے
روایت کیا ہے۔ پھر یہ حدیث مرسل ہو گئی (اس کے بعد علامہ زرقانی کہتے ہیں اور
بعض متاخرین نے جو اس حدیث کو ضعیف کہا وہ اس وجہ سے کہ سند ضعیف ہے
یا کتب قدیمہ کی روایت ہے اور وہ بدلی ہوئی ہے۔ علامہ کہتے ہیں ولس کل ما
ینقل من الكتب القديمة مردودا (کتب قدیمہ کی ہر بات مردود نہیں) (زرقانی
جلد ۱ ص ۱۲) پھر اگر یہ ضعیف ہے از روئے سند۔ تو جمہور محدثین کا فیصلہ ہے کہ
ضعیف حدیث فضائل میں مقبول ہے (دیکھو منیر العین اعلیٰ حضرت بریلوی)
۲۔ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ فرما ہوئے۔ زمین و آسمان میں
منادی ہو گئی۔ ان عطر و اجوام القدس الا حسنی (عالم قدس کو معطر کر دو) و
نجر و اجماع الشرف الاعلیٰ (چھ طرفوں کو خوشبو سے بساؤ) فقد انتقل النور
الملكوتی الی بطن امنة (میشک وہ چھپا ہوا نور آمنہ کے شکم میں منتقل ہو گیا
(زرقانی جلد ۱ ص ۱۲))

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات رضوان بہشتی کو حکم دیا۔ کہ فردوس کے دروازے
کھول دے۔ اور منادی نے زمین و آسمان میں پکار دیا۔ ان النور المحزون للکون

الذی یكون منه النبی المهادی فی هذه الليلة لیستقر فی بطن امانة (بیشک وہ چھپا ہوا اور جسے نبی اور مادی بنایا جائیگا آج رات اس نے آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے پیٹ میں قرار پایا) اصبحت بوئذا منام الدنیا منکوسة (اُس دن صبح کو تمام دنیا کے بتِ آمنہ کے بل گرے) اس وقت قحط کا زمانہ تھا۔ فاختضرت الارض وحملت الاشجار (زمین سبز ہو گئی درخت پھلدار ہو گئے) (مواعب اللہ جلد ۱۵۸) ہم۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے ان کی دابة نطقت تلك الليلة (ہر جانور نے اُس رات کلام کیا) اور کہا حمل بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رب الکعبة هو امام الدنیا و سراج اھلھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں آئے اور رب کعبہ کی قسم وہ دنیا کے امام اور دنیا والوں کے چراغ یعنی نور ہیں) (مواعب اللہ جلد ۱۵۸)

۱۵۔ عن ابن عباس ان امانة بنت وھب قالت لما فصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج معہ نور اضاعلہ ما بین المشرق والمغرب و مواعب اللہ جلد ۱۵۸

ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک نور ایسا نکلا ہر طرف و مغرب تک روشنی ہو گئی۔

۱۶۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت میں ایسی تھی کوئی عورت و مرد میرے پاس نہ تھا۔ اور عبد المطلب کعبہ کا حوا ف کر رہا

تھے۔ میں نے ایک زبردست آواز سنی۔ مجھے خوف لگا۔ ناگہاں ایک سفید جانور
 کو میں نے دیکھا۔ اس نے میرے بول پر اپنے پر ملے۔ میرا خوف جاتا رہا پھر ایک
 سفید سی شے پیٹے کیلئے لائی گئی۔ فتنا دولت فاما بنی نور عال (میں نے اسے
 پیرا ایک نور بند ہوا۔ پھر میں نے اپنے فدا والی عورتیں دیکھیں۔ جو میرے گرد احاطہ کئے
 نقیض میں متعجب ہو کر خوف زدہ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ اے پردہ خوف نہ کر
 میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں۔ اور یہ مریمؑ مادر عیسیٰ اور یہ دو لو حضرت ہوا اور حضرت
 سارہ ہیں۔ اور یہ ہمارے ساتھ عورتیں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے
 درمیان سفید لٹمی چادر پھیلا دی گئی ہے۔ علامہ زرقانی یہاں فرماتے ہیں تعظیم اولاد
 دتہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت تعظیم کیلئے
 ایسا کیا گیا) زرقانی نے اس روایت سے انکار نہیں کیا (زرقانی مع مواہب جلد ۱ ص ۱۱۱)
 ۷۔ عن فاطمہ بنت عبد اللہ قالت لما حضرت ولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم رايت البیت حين وقع اى نزل من لطنی امہ قد امتلأ نوراً ورايت النجوم
 تدنو حتی ظلمت انھا ستقع علی رواۃ البیت (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
 ترجمہ :- فاطمہ بنت عبد اللہ صحابیہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں نے دیکھا ایسا نور چمکا کہ سارا گھر روشن ہو گیا اور
 میں نے دیکھا کہ ستارے آسمان سے ٹپک کر زمین کے قریب آگئے حتیٰ کہ میں نے
 خیال کیا کہ ابھی مجھ پر گرے۔

خاتلہ :- سلیمان ندوی نے سیرۃ النبیؐ میں اس روایت پر بھی اعتبار نہیں کیا مگر
 علامہ زرقانی اس کی شہرح میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ زرقانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

اور علامہ ابن حجر نے فتح باری شرح صحیح البخاری میں کہا شاہد حدیث العربان
(اس کی صحت کی شاہد حدیث عربان ہے) طبرانی اور ابن البر نے بھی اسے روایت
کیا۔ اور حدیث عربان یہ کہ عربان بن ساریہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ میں دعائے ابراہیم ہوں۔ میں بشارت عیسیٰ ہوں۔
میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔ وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت حین
وضعتہ فزاضات له قصور الشام قال الحافظ ابن حجر صححه ابن حبان (رزقانی
مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۱۶)

ترجمہ :- بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نے دیکھا جب کہ آپ
پیدا ہوئے۔ ایک نور چمکا شام کے محل نظر آئے (اسی چمک پڑی) حافظ ابن
حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

۸۔ روی ابن سعد عن ابی الجعاء صوفع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رات اتی جین وضعنی سطح. منها فزاضات له قصور بصی (رزقانی جلد ۱ ص ۱۱۷)
ترجمہ :- ابن سعد نے ابو الجعاء سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ جب میری ماں نے مجھے جنا ایک نور چمکا بصری کے محل روشن ہو گئے۔
(سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۳)

۹۔ حدیث نمبر ۷ جس سے میں جو حدیث فاطمہ بنت عبد اللہ گزر چکی ہے۔ علامہ
شہاب خفاجی مصری نسیم الریاضی مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۷۵ میں یہی حدیث لکھتے
ہیں۔ و رأت عن تدلی النجوم و ظہور النور الا النور لا تری شیئا غیر النور و النور
ان تدلی النجوم علی ظاہرہ قال ابو میری ۷

قدلت زمر الجحوم اليه : فاضاعت بهنومها الارحاء
ترجمہ :- فاطمہؑ نے ستارے ٹکٹے دیکھے اور ظہورِ یور یعنی نور ہی نور دیکھا
سوائے نور کے کچھ نہ دیکھا۔ ستاروں کا ٹکٹا ظاہری حالت میں تھا (یعنی بالکل
حقیقت میں ٹکٹا آئے تھے)۔ امام ابو صیری نے قصیدہ ہمزہ میں فرمایا (ترجمہ
شعر) روشن ستارے اُن کی خاطر ٹکٹ آئے۔ اور سب اطراف روشن ہو گئے۔
۱۰ - قول الشفاء ام عبد الرحمن بن عوف لما سقط صلى الله عليه وسلم

على يدي ابي وضعت امة واستعمل سمعت قائلًا رجمك الله واضاء لي
ما بين المشرق والمغرب حتى نظرت الى قصور الروم (کتاب الشفاء فی عیاضی
مع شرح نسیم الریاض جلد ۳ ص ۲۷۷)

ترجمہ :- عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ
عنہا کا قول ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا یعنی
آپؐ کی والدہ نے آپؐ کو جُنا اور بولے۔ کسی کہنے والے سے میں نے رَجَمَكَ اللہ
کہتے سنا۔ اور مشرق و مغرب کے درمیان میرے لئے ایسی روشنی چمکی کہ میں نے روم
کے محلوں کو دیکھ لیا۔

۱۱ - حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب آپؐ پیدا ہوئے ہیں نے بہت
سے جاؤر دیکھے جن کی چوچ زمر کی تھی اور پر یا قوی تھے (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۱۲)

۱۲ - سیدہ آمنہؑ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت میری بصرات کا نور تیز کر دیا۔
میں نے زمین کو مشرق و مغرب تک دیکھا۔ اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق
میں نصب ہے ایک مغرب میں۔ ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا (مواہب ص ۱۱۲)

۱۳۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے فضا میں کچھ آدمی نہایت نورانی چہرے دائے
 دیکھے۔ اُن کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے تھے۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں اسی ملائکہ تشکوا
 بصورة الرجال (فرشتے تھے آدمی شکل بنے ہوئے) (زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۲)

۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 پیدا ہوئے آپ کے کان مبارک میں بہشت کے مالک فرشتے رضوان نے کہا۔ ابش
 یا محمد فما بقی لینی علم الا وقد اعطیتہ انت اکثر حمد علماء و اشجعہم قلبا دے محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو بشارت ہو رہی ہے کہ آپ کا علم آپ کو دیا گیا۔ اور آپ سب
 بڑے عالم اور سب سے بڑے دلیر ہیں۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے
 وحکمہ الرفع اذا مجال فیہ للرای (یہ حدیث مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ صحابی
 اپنی رائے سے ایسا نہیں کہہ سکتا) (زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۵)

۱۵۔ حضرت سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں۔ کہ مکہ معظمہ میں
 ایک یہودی رہتا تھا جس رات حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس یہودی
 نے کہا۔ اے قریش! کیا تمہارا ہاں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ کہا ہم نہیں
 جانتے۔ اُس نے کہا۔ دیکھو آج رات اس امت کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا
 ہے۔ اس کے کندھوں کے درمیان ایسی ایسی نشانی (مہر نبوت) ہے۔ قریش گئے
 پتہ کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک نورانی بچہ پیدا ہوا ہے
 یہودی قریش کے ساتھ آمنہ کے گھر آیا۔ پیارا نورانی بچہ اُسے دکھایا گیا جس وقت
 یہودی کی نگاہ پڑی۔ غش کھا کر یہ کہتا ہوا اگر ابھی اسرائیل سے نبوت چلی گئی (مواہب
 اللدیہ جلد ۱ ص ۱۲)

۱۶۔ حسان بن ثابت صحابی کہتے ہیں۔ میں سات یا آٹھ برس کا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک یہودی مدینہ میں چلانے لگا۔ اُسے قوم یہود بالکل رات اُسے قوم یہود بالکل رات۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اُسے کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا۔ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا۔ آج وہ ستارا آسمان پر طلوع ہوا جس کی بابت کہا گیا ہے۔ (کتب سابقہ میں) کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی رات طلوع ہو گا (مواہب جلد ۱۲) ۱۷۔ امام و علامہ حافظ جمال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۷ میں علامہ سے روایت کرتے ہیں لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرق من الارض نور احب آپ پیدا ہوئے ساری زمین نور سے چمک گئی) اور ابیس نے کہا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب ہمارا کام مشکل ہو گیا۔

۱۸۔ علامہ سیوطی اسی کتاب میں اسی صفحہ پر ہانی مخزومی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ارتجس ایوان کسری و سقطت منه اربعة عشر شرافة و خمدت نار فارس و لم یخمد قبل ذالک الف عام و غاصت بحيرة سادة۔ ترجمہ :- نو شیر وانی محل لرزا اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے نہ بجھی تھی (آتشکدہ کی آگ) اوزبیرہ سادہ خشک ہو گیا) قال ابن حجر فی الامامة انه مرسل (ابن حجر نے اصحاب میں کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے)

فائدہ :- سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی میں اس روایت کو غیر معتبر لکھا ہے۔ مگر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی نے اسے غیر معتبر یا ضعیف وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ ہر دو محدث ایسے مقام پر کچھ نہ کچھ بطور حرج لکھتے جا رہے ہیں یہاں کچھ نہ لکھنا تا کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث ان کے ہاں غیر معتبر نہیں۔ بلکہ آگے چل کر لکھا قد مر ح الحافظ

بان احادیث الصفات النبویة والشمائل داخلہ فی قسم المرفوع (زرقانی جلد ۱ ص ۱۲۲)
ترجمہ :- حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات
و شمائل کی حدیثیں سب مرفوع قسم میں داخل ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ الا احادیث الثنی فیہا صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم داخلہ
فی قسم المرفوع۔ باتفاق (زرقانی جلد ۴ ص ۲۷) یعنی جتنی حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت پاک میں مروی ہیں سب بالاجماع از قسم مرفوع ہیں۔

پس مرفوع حدیث قابل تسلیم ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کی کسی صفت کا انکار
نہ چاہیے۔ چاہے وہ صفت ضعیف حدیث سے ثابت ہو۔ اور نو شیر دانی محل لہ نہ
والی حدیث کو تو حافظ ابن حجر مرسل کہتے ہیں۔ اور حدیث مرسل حجت ہے پھر اس کا کیوں
انکار ہے۔

۱۵۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۵ میں حافظ علامہ سیوطی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ
ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل (فاروق اعظم حضرت عمرؓ کا چچا) جب نجاشی
بادشاہ حبش کے پاس گئے تو نجاشی نے پوچھا کہ تمہارے ملک میں کوئی ایسا ایسا بچہ
پیدا ہوا ہے۔ ورقہ نے کہا ہاں! میں نے بھی ایک بت سے سنا ہے۔

ولد البتی نذلت الاملاک : دناى الفضل وادبر الاشراك

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے اب سب ملک ذلیل ہوئے مگر اسی جاتی
رہی اور شرک فرار ہوا (زید نے کہا اے بادشاہ! میں بھی ان کی شہادت دے دوں تبس
پہاڑ پر گیا۔ ایک مرد کو دیکھا آسمان سے اترا۔ دو نو پر سبز رہا۔ کہا شیطان ذلیل ہوا
بت باطل ہوئے۔ امین پیدا ہوئے۔ پھر میں نے دیکھا سطح صفا و یخطف بھری (ایسا

لو چمکا کہ قرب تھا میری آنکھیں اچک لیجائے

۲۰۔ چاند کا کھلونا۔ زرقانی جلد ۵ ص ۲۴۲ سیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۴۷

خصائص الکبریٰ جلد ۵ ص ۵۵ میں ذکر ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میرے اسلام نامیکی زیادہ وجہ یہ بھی ہے میں نے دیکھا جب آپ مہد میں تھے آپ کیلئے چاند اتر آیا۔ آپ اس سے کچھ بولتے تھے۔ آپ اپنی انگلی مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے۔ چاند دھڑکھک جاتا (بسن کر) حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا میں اس سے۔ مجھے رونے نہ دیتا اپنی طرف مشغول رکھتا۔ مجھے کھلاتا (یصحیح عن البکاء) ۵

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے تھے یہ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا اس واقعہ کو مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی مجموعہ فتاویٰ ص ۴۷ نقل کیا ہے۔

بہرہ نور

ک۔ گیسو۔ ۵۔ دہن۔ ۵۔ ابرو۔ آنکھیں۔ ع۔ ص
کفیعص ان کا ہے چہرا نور کا !

اب وہ نورانی احادیث مستند کتب سے لکھی جاتی ہیں۔ جن میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ذکر ہے۔ اور آپ کے سراپا نور پر بیجا واضح بیان ہے۔ ان کے پڑھنے سے عشاق کا ایمان نورانی ہوتا جا بیکجا اور منکر نور بھی انشا اللہ اپنا انکار توڑ کر کچھ محبت کی چاشنی بیکر رہیگا۔ جس بے نصیب کو پھر بھی انکار ہے

اُس کی قسمت۔ سب سے پہلے چہرہ نورانی کا بیان سنئے !

۱۔ سئل البراء کان وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر۔

ترجمہ :- براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے متعلق پوچھا گیا کہ تو اس کی مثل چمکارتھا۔ کہا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۲۔ عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا مسرّاً وابتدق اسارہ ورجعہ

ترجمہ :- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے

پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ پر کسی خوشی کی حالت تھی تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک کی لکیریں سجلی کی طرح چمک رہی تھیں (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۳۔ قال کعب بن مالک فلما سلمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یبتدق رجحہ

من السرور کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سراً استنار وجہہ حتی کان ذقنہ قمر۔

ترجمہ :- کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر سلام عرض کیا۔ آپ پہرہ اقدس خوشی و مسرت سے سجلی کی طرح چمک رہا تھا اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی کی حالت میں ہوتے۔ آپ کا چہرہ پاک اس قدر

نورانی نظر آتا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۴۔ عن براء قال ما رایت من ذی لمة احسن فی خلقہ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ :- براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کوئی زلفوں والا سرخ لباس میں رسول اللہ

علیہ وسلم سے خوبصورت نورانی نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۷)

۵۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجہاً واحسنہ خلقاً (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۷)

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نورانی چہرے والے اور نہایت خلیق تھے۔

۶۔ عن الحریزی عن ابی الطیف قال قلت ادیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لقد کان ابیمن یلمح الوجہ :- (ترجمہ :- جریری کہتے ہیں میں نے ابو الطیف صحابی
رضی اللہ عنہ سے پوچھا :- تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۔ کہا ہاں دیکھا ہے
سفید نورانی چہرہ نیکنی مائل نہایت خوبصورت تھے (ترمذی جلد ۲ ص ۵۵)

۷۔ قال رجل رجمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال جابر بن سمیع لابل کان
مثل الشمس والقمر وادھ مسلم (ترجمہ :- ایک مرد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا چہرہ آلواری کی مانند تھا ۔ جابر بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ نہیں بلکہ سورج و چاند
کی مثل نورانی تھا (مشکوٰۃ ص ۵۵)

حضرت ملا علی قاری محدث حنفی اس حدیث کی شرح میں مرقات شرح مشکات میں
لکھتے ہیں ۔ ای مثل الشمس والقمر فی قوۃ انضیاء وکثرۃ النور (یعنی روشنی کی تیزی
اور نور کی کثرت میں سورج و چاند کی مانند تھے)

۸۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون ای بیض نیر اکان عرقہ
اللوؤ (مشکوٰۃ مع حاشیہ مختصر مرثاۃ ص ۵۱۶) ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون یعنی روشن آفتاب تھے ۔ اور پسینہ مبارک کے قطرات چمکیلے موتی ۔

۹۔ امام محدث منادی حدیث ہذا کی شرح میں لکھتے ہیں ۔ قال السجستانی الزہرۃ فی اللغة
اشراق فی اللون وان الزہر اسم الابيض من النور (منادی شرح شمائل مصری جلد ۱ ص ۳۶)
ترجمہ :- امام سجستانی نے کہا کہ زہر لغت میں چمکیلے رنگ کو کہتے ہیں ۔ بیشک الزہر
کے معنی نورانی اور سفید ہونا ہے ۔

۱۰۔ ملا علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۶ میں اسی

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ازہر اسم تفضیل ذیل معناه متلانی اللون الا ازہر
الابيض المستنیر۔ (نذر جمہ: ۵۰)۔ ازہر اسم تفضیل ہے۔ کہتے ہیں اس کے معنی
نورانی چمکیل رنگ سفید اور روشنی کرنے والا ہے۔

۱۱۔ من ابی عبید قال قلت لربیع بنت معوذ بن عضرہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللہ علیہ
وسلم قالت یا بنی لورائینہ رایت الشمس طالعة رواہ الدارمی (مشکوٰۃ ص ۵۱)
نذر جمہ: ۵۰۔ ابی عبید کہتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک مجھے بتائیے کہ جناب کیسے تھے۔ اُس نے کہا۔ اے بیٹا!
اگر تو آپ کو دیکھتا تو چہرہ انور دیکھتے ہی پکار اٹھتا کہ سورج نکل آیا۔

۱۲۔ عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة اضحیان فبعثت انظر
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا احواحن عندی
من القمر رواة الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۱) نذر جمہ: ۵۰۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں میں نے پوری
چاندنی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ پر سرخ دھاری دار لباس تھا۔ میں
کبھی اُپ کو دیکھتا کبھی چاند کو۔ پس آپ کا پیارا چہرہ چاند سے خوبصورت تھا۔

۱۳۔ من ابی اسحق عن اراۃ من ہمدان قال حججت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
لھا مشجیہ قالت کالقمر لیلة البدر لھا اقبلہ ولا یبعد مثله (نذر جمہ: ۵۱) (شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۳۶۱)
نذر جمہ: ۵۰۔ ابو اسحاق کہتے ہیں ایک ہمدانی عورت نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس عورت سے پوچھا۔ آپ کی شکل کیسی تھی کہا چودھویں رات
کا چاند تھے۔ میں نے ان سے پہلے نہ ان کے بعد کسی کو ان کی مثل نورانی چہرہ دیکھا۔
۱۴۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفتاحا لیا وجہہ تلو القمر لیلة البدر (شمائل ترمذی ص ۲۴)

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکتا تھا جیسا کہ چودھویں رات کا چاند روشن ہے
 ۱۵۔ عن ابی صریق قال ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری
 فی وجہہ قال الطبری شبہ جویان الشمس بجویان الحسن فی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 خوبصورت کسی شے کو نہیں دیکھا (نہ سوچ نہ چاند کو) اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ سوچ آپ کے
 چہرہ مبارک میں چل رہا ہے۔ (امام اوزانی تھا) علامہ سیوطی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں :-
 سوچ کے چلنے سے مراد آپ کے چہرے میں نور حسن کا چلنا ہے (فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۳۶۹)
 ۱۶۔ علامہ بدالدین عینی محدث حنفی عینی شرح بخاری جلد ۷ ص ۳۷۱ میں لکھتے ہیں کہ قطعہ
 قمری ہو جینہ قطعہ قمر (ترجمہ :- حدیث میں جو چاند کا ٹکڑا کہا آپ کی پیشانی چاند کا
 ٹکڑا بنتی)۔

۱۷۔ عن المنذر بن جویہ عن ابيه قال رایت وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقول
 کانه مذ جنة ای یستنیر (نسائی شریف مع شرح ہندی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۵۶)
 ترجمہ :- منذر بن جویہ اپنے باپ سے راوی میں کہ میرے باپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا۔ ایسا چمکتا تھا گویا نورانی سنہری مائل تھا۔

۱۸۔ کان علی اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وكان وجهه تدور ابیض۔
 ترجمہ :- جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیا
 کہتے تھے فرماتے کہ آپ کا چہرہ مبارک گول سفید نورانی تھا (شمائل ترمذی ص ۲۶)

۱۹۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لم اقبلہ ولا بعد ولا ضلہ ای عن کمال حسنہ وجمالہ جمالہ
 کو نہ حسن عن کل احدی ای ان اللہ تعالیٰ اوجہ خلق بہ نہ الشریف علی وجہ لہ

یظہر قبلہ ولا بعدہ مثله (منادی شرح شامل مصری جلد ۱ ص ۲۳)

ترجمہ :- علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ نہ اُن سے پہلے نہ اُن کے بعد یعنی کمال حسین اور عیسیٰ خوش جمال تھے۔ اور ہر شے سے احسن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا بدن شریف ایسا فوزانی ایجاد کیا کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا نہ بنا نہ آپ کے بعد مخلوق ہوگا۔

۲۰۔ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر۔ (ترجمہ :- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک یوں تھا۔ جیسے چاند کا دائرہ۔) (مواہب اللدنیہ شریف جلد ۴ ص ۷)

۲۱۔ اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور سرِ پائوز صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ فوزانی کو دیکھتے ہی کہا۔ کانہ داتۃ قمر رواہ الطبرانی الہ اثرۃ حولہ دمی الحالۃ کانہ فی شدۃ لذصفۃ القمر (زرقانی مع مواہب جلد ۴ ص ۷) ترجمہ :- گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کا گول دائرہ ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث روایت کی (علامہ زرقانی کہتے ہیں) دائرہ سے مراد ہالہ ہے۔ جو تیز روشنی کی وجہ چاند کے گرد ہوتا ہے۔ اسی چاند کے ہالہ کی طرح آپ کے چہرہ کے نور کا ہالہ معلوم ہوتا (نہ کہ چہرہ گول تھا)

۲۲۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فكان وجهہ المرأة یری شخص الجدر فی وجهہ صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب اللدنیہ مع زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۷) ترجمہ :- بیشک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ

اُور اُٹینہ تھا۔ دیواریں آپ کے چہرہ میں نظر آتیں یعنی دیواروں کا عکس چہرہ مبارک میں نظر آتا۔

۲۳۔ نہ کان و جھہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ المرأة وکان الجذر تلاحک و جھہ والمعنی ان جذر البیت تری فی وجھہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تری فی المرأة و فضاءہ - (ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ منیراً اُٹینہ تھا۔ دیواریں آپ کے چہرہ میں روشن ہوتیں۔ معنی یہ کہ گھر کی دیواریں آپ کے چہرہ اُور میں دیکھی جاتی ہیں جیسا کہ اُٹینہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ ایسا اُورانی شفاف چہرہ تھا (جمعہ الرسائل بشرح الشامل ملا علی قاری جلد ۲ ص ۱۴۷)

۲۴۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی۔ سوئی گر پڑی۔ میں نے تلاش کی نہ ملی۔ اسنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فقینت الابرة بشعاع نور وجھہ (آپ کے چہرہ اُورانی کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی) میں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا یا حمیرا الاولی ثلاثا لمن حرم النظر الی جھہ (اے حمیرا اس پر افسوس تین بار جس نے میرا چہرہ نہ دیکھا) (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۳)

۲۵۔ عن عائشہ قالت نظرت الی ابنی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یخسف نعلہ و قد عرق جبینہ وجعل عرقہ یتولد نوراً فبصحت فقال مالک تبصین فقالت نظرت لعزتک یتولد نوراً فلوراک ابو کثیر المحدثی لعلمک ان حق بقولہ ۵ واذ نظرت الی اسرۃ وجھہ ۶ ۷ برقت کبرق العار من المفضل ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ

میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنا چوڑا مبارک گانٹھ
 رہے تھے اور پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرے تھے۔ ان پسینہ کے قطروں سے
 نور نکل رہا تھا۔ میں ایسے نورانی چہرہ پر حیران ہو رہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ اے عائشہؓ تو کیوں حیران ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ کے پسینہ مبارک
 کو دیکھ رہی ہوں۔ نور جلوہ نگیں ہے۔ اگر آپ کو ابو کثیر ندی شاعر دیکھتا تو جان لیتا
 کہ اس کے اس شعر کے زیادہ حقاہ آپ ہی ہیں۔ یعنی یہ شعر صرف آپ کی شان میں
 درست ہے (تذکرہ قدح) میں نے جب محبوب کے چہرہ کی نگاہیں دیکھیں۔
 یوں چمکتی تھیں جیسے بادل سے بجلی کو نکلتی ہے (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض
 مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۲۶)

۲۶۔ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کانت ادخل الخیط فی الابرة حال الظلمة بیاض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۲۸)

تذکرہ :- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے چہرہ نور کی روشنی سے اندھیرے میں سوئی میں دھماگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

۲۷۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبط علی جبریل

نقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول کسوف حسن یوسف من نور الکمر سی د کسوف نور جھلک

من نور حق (تذکرہ :- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ کہا۔

یا محمد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن یوسف کو نور کمر سی سے منور کیا۔ اور آپ

کے چہرہ مبارک کو اپنے عرش کے نور سے نورانی بنایا (شرح شفا قاضی عیاض جلد ۱ ص ۳۳۸)

کہ وہ ہے (کیا نام ہے) ہمارے ساتھ ایک عورت شتر سوار تھی۔ بولی انا ضامنۃ لئن البعیر
 رایت وجہ رجل مثل الغنم لیلۃ البدل لا یخین بکمر (میں اونٹ کی قیمت ادا کرونگی
 میں ضامن ہوں۔ میں نے اس آدمی کا چہرہ جو دو سو یا رات کے چاند کی مثل دکھا ہے
 ایسا آدمی نہیں نقصان نہ دیگا) پس صبح ہوئی ایک آدمی کجھوڑ لایا اور کہا میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ یہ لو کجھوڑ پہلے کھا لو پھر اپنے اونٹ
 کی قیمت کی کجھوڑ تول لو۔ ہم نے ایسا کیا۔ پوری نکلیں۔ ایک روایت میں ہے
 آپ نے قیمت سے بیس صلہ زیادہ بھیجیں کہ یہ تمہاری مہمانی ہے تم مسافر ہو۔
 (شفا شریف مصری جلد ۲ ص ۴۳۷)

۳۴ - قالت ام معبد هو صلی اللہ علیہ وسلم اجمل الناس من بعید واحلاہ
 واحسنہ من قریب (شفا شریف جلد ۱ ص ۲۴۷) (ترجمہ :- ام معبد کہتی ہیں
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سب لوگوں سے خوش جمال نظر آتے۔ اور قریب
 جو بیٹھتا تو نہایت شیریں کلام اور سب سے خوبصورت نورانی چہرہ تھے۔

۳۵ - زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۹۱ میں ہے۔ قال ابن ابی خثیمہ
 کان صلی اللہ علیہ وسلم جلی الجبین اذا طلع جبینہ او طلع وجعہ علی الناس عند
 اللیل کانہ السراج المتوقد تیلالاً (ترجمہ :- ابن ابی خثیمہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نورانی پیشانی تھے۔ جب اندھیری رات میں
 آپ کا چہرہ مبارک لوگوں کے سامنے آتا تو یا ایک نورانی چراغ سے چمکنے والا۔

۳۶ - آخری مرض الوفا میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کو
 امام بنا کر نماز پڑھو۔ ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ نے میرے دن پردہ ہٹا کر

جہاں کا حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ آخر نظر تو نظر تھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کشف الستارۃ یوم الاثنين فنظر فی وجهہ کا نہ ورقۃ مصحف (شمال ترمذی ص ۲۰)
ترجمہ: میں نے آخری نگاہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی (اس کے بعد آپ کو
نہ دیکھا پھر آپ وصال ہو گیا) پیر کے دن پردہ دروازہ کا کھلا پس میں نے آپ کے
چہرہ مبارک کو دیکھا گویا قرآن مجید کا ایک نورانی صفحہ ہے۔

فائدہ:- قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے پس آپ نور کا ایک ورقۃ
ہوئے۔ تو آپ بھی نور ہی ہوئے۔ علامہ منادی شرح شمال جلد ۲ ص ۲۰۴ میں اس
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ای حسین الوجہ وصفاء بشرہ و سطوع المجال و
استنارتہ (نور بصورت چہرہ دالے صاف بشرہ دالے چمکتے و مکئے جمال دالے)
اور ملا علی قاری جمع الرسائل شرح الشمال مصری جلد ۲ ص ۲۱ میں اسی حدیث
کی شرح میں لکھتے ہیں۔ فرغ صلی اللہ علیہ وسلم الحجاب فلما دفع لنا وجهہ ما نظرنا
منظر اقطاف وجهہ ورقۃ مصحف (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھا یا جب
آپ کا چہرہ انور ظاہر ہوا ایسا منظر و نظارہ بھی نہ دیکھا کافی ہے یہ کہنا کہ آپ کا چہرہ
قرآن مجید کا ورقہ ہے)

۳۷۔ علامہ فاسی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔
کان البنی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی البیت المظلم من نور (ترجمہ:- بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اندھیرے گھر کو اپنے نورانی چہرے سے روشن بنا دیتے تھے۔

۳۸۔ مکہ مکرمہ میں بارش بند ہو گئی۔ تو اہل مکہ ابو طالب کے پاس آئے کہ بارش
طلب کرے۔ ان دنوں وہ سردار مکہ تھے۔ فخرج ابو طالب معہ غلام کا نہ شمس

دجن (زندگانی جلد ۱ ص ۱۸۹) یعنی ابوطالب نکلیے اور ان کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ جو ابھی کم سن تھے۔ اور آپ کی تصویر منیر ایسی تھی جیسے بادل کا سورج۔ زندگانی کہتے ہیں۔ فان الشمس يوم النجم حين ينبغي سماها الموفق تكون مفيدة مشرقة مقبولة للناس ليست محزنة (شمس دجن بائیں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق بادل پھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے۔ تو اس میں حرقت و سوزش ہونے کے باعث لوگوں کو مرغوب و مقبول ہوتا ہے) ابوطالب آپ کو بیک بارش مانگنے لگے۔ آپ اس وقت کندھے پر بیٹھے تھے۔ دعا کی گئی۔ بارش مانگی گئی۔ نورانی چہرے مبارک کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ بارش نازل ہوئی اور خوب ہوئی اس وقت ابوطالب نے کہا (نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۲)

وابین يستقي الغمام بوجهه : مثال اليتامى عصمة للارامل (بخاری)
ترجمہ :- وہ نورانی چہرہ جس کے طفیل بارش مانگی جاتی ہے یتیموں کی پناہ اور بیوؤں کا محافظ۔

۳۵۹ - لاہور کے مشہور اولیاء میں سے حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب زعفران زار ص ۳ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں :-

فلو سمعوا في مصر اوصاف خده : لما بدوا في اليوم يوسف من نقدي
دومی زلیخا اور این حبیبی ! : لا ترون باقطع القلوب علی ایدی
ترجمہ :- اگر آپ کے رخسارے کے انوار و خوبیاں مصر وائے سن لیتے تو
یوسف علیہ السلام کے لئے اس دن نقدی خرچ نہ کرتے (۲) زلیخا کو طامت

کرنے والیاں اگر میرے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیتیں تو بچائے
یا تھوں کے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

۴۰۔ علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱ ص ۱۶۱ میں روایت کیا ہے۔ کہ جب حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم توک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی تعریف میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا
کہہ لے۔ تو حضرت عباس بولے ۵

وانت لما ولدت اشرفت الا : ومن وضاعت بنورك الافق

ووجهك البدران يعني ومن : شعرك الليل يحلب النسق

ترجمہ :- جس دن آپ (یا رسول اللہ) پیدا ہوئے زمین روشن ہو گئی اور آپ
کے نور سے فضلے آسمان تک روشنی پھیلی اور آپ کا چہرہ چودھویں رات کا چاند
ہے۔ جو روشنی ڈال رہا ہے۔ اور آپ کے بال مبارک کی سیاہی گویا رات ہے حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارا لمبا قصیدہ سن کر فرمایا ایک روایت
میں ہے پہلے ہی فرمایا لا یغضض اللہ فاک (تیرا منہ شکستہ نہ ہوگا) مواہب اللدیہ جلد ۳ ص ۱۲

۴۱۔ حجة الاسلام حضرت امام غزالی احياء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں نقل

کرتے ہیں۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجها واوزهر (آپ صلی اللہ
علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نفاذی چہرہ تھا) درصفہ صاحبہ ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دوست نے آپ کی خوبی بیان
کی) بقول فرمایا ۵

امین المصطفیٰ للخیریدعو ! : کفوء البدر زائلہ انطلا ۳

ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین لقب دانی کی طرف بلاتے ہیں۔
 چہرا چودھویں رات کا چاند ہے اس سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔
 ۴۲۔ دربار رسالت کا شاعر جسے جبرائیل علیہ السلام مدد دیتے تھے مداح الرسول
 حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱
 ص ۱۲۵ میں نقل کئے کہا ہے

مقیب دؤنی الدجی البھیم جبینہ : یلح مثل مصباح الدجی منوقد
 ترجمہ :- جب سخت اندھیری رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبین مبارک
 (چہرا اقدس) ظاہر ہوتا تو اندھیری رات کے چراغ کی مثل روشنی دیتا۔
 ۴۳۔ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کرنے کو آئے قصید بابت
 سعاد آپ کی تعریف میں لکھ کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا
 جب اس شعر پہنچے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر بخش دی۔
 شعر یہ ہے

ان الرسول سیف یستضاء بہ : محمد من سیوف اللہ المسلول
 ترجمہ :- یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے
 ایک ننگی دھار دار تلوار ہیں۔ جن سے لورائیت حاصل کی جاتی ہے (استیعاب
 جلد ۱ ص ۲۴)

حضور کی وہ چادر مبارک جو آپ نے کعب بن زہیر کو دی ان کے وارثوں
 سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۰ ہزار درہم کو خرید لی۔ (زرقانی جلد ۳ ص ۵۹)
 ۴۴۔ مالک بن عوف صحابی رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کو آئے چہرا انور دیکھ کر بول

اُٹھے

ما ان رأيت دلائمعت بما دى : في الناس كلهم كمثل محمد
 ترجمہ :- میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل (نورانی چہرہ) تمام لوگوں میں نہ
 کسی کو دیکھا نہ کسی کو سنا (استیعاب جلد ۱ ص ۲۴۷)
 ۴۵۔ عبد اللہ بن الزبیری صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے
 ہیں اور کہتے ہیں (استیعاب جلد ۱ ص ۳۵۶ دیکھو) :-

وعليك من سمة المليل علامة : نورا غرا وخاتمة مختوم !
 ترجمہ :- یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے (دو نشانیاں ہیں)
 ایک چمکتا نور (نورانی چہرہ) دوسری مہر نبوت۔
 ۴۶۔ ابن عباس صحابی کے سامنے عامر بن داثلہ صحابی رضی اللہ عنہا نے قبیہ
 پڑھا۔ یہ شعر بھی تھا :-

ان ابني هو النور الذي كشتت : به عمايات ما فينا و بائنا
 ترجمہ :- بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ آپ کی ذات پاک سے
 ہمارے اگلے اور پچھلے سب اندھیرے دور ہو گئے (مگر اسیاں دور ہو کر ظاہر و
 باطن نور ہو گئیں) (استیعاب جلد ۱ ص ۳۴۷)

فائدہ :- اس شعر میں صحابی نے آپ کو نور کہا اور صحابی کے سامنے کہا
 دوسرے صحابی ابن عباس مفسرِ عظیم اور اسلام کے فقیہ بے مثل تھے۔ اگر حضور
 نور نہیں تھے یا آپ کو نور کہنا درست نہیں تو صحابی نے کیوں کہا۔ اور مفسرِ عظیم صحابی
 نے کیوں نہ رد کیا۔ لیکن ہمارے زمانہ کے بعض مولوی نور کہنے سے روکتے ہیں اور آپ کو نور

کہنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔

۴۷۔ عمرو بن سالم صحابی رضی اللہ عنہ کے آپ کی شان میں قصیدہ کہا۔ یہ شعر بھی تھا۔

فیہم رسول اللہ قد تجر دا : ابیض مثل البدر مینو صعدا
ترجمہ :- ان میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے چودھویں رات کے
چاند کی مانند فدا فی چہرہ والا اور نور ترقی پر ہے۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۶۶)
۴۸۔ علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۸ ص ۳۱۷ میں
حضرت عبد اللہ بن جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

بہ اجاب اللہ آدم اذ دعا : دخی فی بطن السفینۃ لوح

دماضت النار الخلیل لنورہ : ومن اجلہ قال الفداء ذبیح

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے (اس نوری چہرے والے پیار حبیب) کی طفیل آدم علیہ
السلام کی دعا منظور فرمائی۔ اور لوح علیہ السلام نے بھی اسی کے طفیل کشتی میں طوفان
سے نجات پائی اور اسی لوح کی طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے تکلیف نہ
دی۔ اور اسی کی طفیل حضرت اسمعیل علیہ السلام کے لئے قربانی کا دُنبہ آیا۔

تنبیہ۔ ایک غیر مقلد مولوی نے بڑے زور سے اپنی تقریر میں کہا کہ آدم علیہ السلام
کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا بالکل غلط ہے کہیں ثابت نہیں اس روایت
کو پڑھ لیں اور حوالہ نوٹ کر لیں۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے حضرت عبد اللہ بن جابر
صحابی ہیں۔ بریلوی مولوی نہیں کہ فتویٰ لگا دو گے۔ اس پر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی
شراح بخاری کی جلالتِ قدر بھی دیکھ لیں۔ کہ انہوں نے اس روایت پر کوئی جرح و

قدح نہیں۔ کہ نیز آدم علیہ السلام کا حضور کو وسیلہ بنانا تو اور بھی کئی مستند کتابوں سے ثابت ہے۔

۴۴۔ زرقانی جلد ۴ ص ۷۷ میں حضرت عبداللہ ابن رواحہ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر نقل ہے۔ جو صفت چہرہ پاک ہے سہ

ولم یکن فیہ آیات مینتہ : کانت بدیحة تنبیک بالخبر

(شفا جلد ۲ ص ۴۹)

ترجمہ :- اگر ظاہری معجزات نہ بھی ہوتے۔ تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ نبوت کی خبر دے رہا ہے (کہ ایسے نورانی چہرے والا ضرور نبی ہے)

۵۰۔ حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ عنہ شاعر دربار رسول کا شعر (نسیم آرائین جلد ۳ ص ۷۷) سہ

فراضارہ علی البریة کلھا ! : من یجد للنور المبارک یحقدی

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے ساری دنیا کو روشن کر دیا۔ جس نے اس نور سے ہدایت پائی۔ پس وہ ہدایت یافتہ ہے۔

۵۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے جواب اللہ فیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص ۹۱ میں حضرت ابن ابی خنیسہ کے یہ اشعار مزید نقل کئے ہیں سہ

۱۔ جبینہ مشرق من فوق طرہ : یقلوا الفیض لیلہ واللیل کافرا

۲۔ بالمسک خطت علی کافور جبینہ : من فوق ذواتنا سینا منفا ثرة

۳۔ مکمل الخلق لا تمی خصائصہ : منفر الحن قد قلت نظائرہ

ترجمہ :- ۱۔ زکوان المعنی صان جبینہ یزید لکثرة نوره فیجا وزفا صیتہ ویشتر

۸۰
 علیہ واجب ثوبہ (زر قافی شرح مواہب) آپ کے حبیب پاک کا نور اس کثرت سے تھا کہ
 پیشانی سے تجاوز کر کے آپ کے کپڑے کے کناروں پر پھیل جاتا تھا۔ اور آپ کا چہرہ
 والٹھے زلف سیاہ کی رات کو چمکاتا ہے۔ اور زلف سیاہ اسے ڈھانپنے والی ہے۔
 ۲۔ آپ کی کافوری پیشانی پر کستوری سے ابروؤں کا خط کھینچا گیا ہے اور ابرو
 مبارک جو شکل نون ہیں۔ ان پر گھنگر دار گیسوئے مبارک ایسے خوشنما معلوم ہوتے
 ہیں۔ جیسے سین کے دندانے۔

۳۔ آپ حسن میں پورے ہیں۔ خصائص (صفیتیں) بشمار۔ ہر وقت تازہ
 حسن جس کی نظیر کم بلکہ ایسا نہ ہو انہ ہوگا۔

۴۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴
 میں تعریف کرتے ہیں۔

۱۔ لم یبق بک الوجود دلیلة : : فیہ مصباح من جمالك مسفر

۲۔ فلبشم حسنا کل یوم مشرق : : ویدرد و جھک کل لیل مقمر

ترجمہ :- ۱۔ یا رسول اللہ آپ کی ذات پاک سے وجود اور راتیں کیوں روشن
 نہ ہوں۔ جبکہ آپ کا جمال اور چہرہ منیر ان میں روشن چراغ موجود ہے۔

۲۔ آپ کے حسن کا سورج دلوں کو روشنی دے رہا ہے اور آپ کا بدر منیر چہرہ را تو
 کو نورانی بنا رہا ہے۔

۴۔ امام قسطلانی حضرت شیخ ابوالحسن شافعی مؤلف دلائل الخیرات کے
 اشعار نعیتہ نقل کرتے ہیں۔ دیکھو مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴
 ص ۴۹۔ وَ حُودُ ۱۔

- ۱۔ الایا صاحب الوجه المبلع : سالتک لا تغیب فانت روحی
 ۲۔ متی غاب شخصک عن عیانی : رجعت فلا تری الا صریحی
 ۳۔ بحقک جد لرفاق یا حبیبی : وداوی لوعة القلب الحزین
 ترجمہ :- ۱۔ اے بلع نورانی پھرے والے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے
 غائب نہ ہوں۔ کیونکہ آپ جناب میرے بدن میں روح کی مثل ہیں۔
 ۲۔ جس وقت آپ کا وجود اظہر میری نظروں سے چھپ جائیگا۔ پھر آپ رجوع
 فرمائیں گے۔ تو دیکھیں گے کہ میری لاش ہی پڑی ہوگی۔
 ۳۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شان اعلیٰ کا مدد اپنے غلام پر
 کر کے بھیجے اور زخمی دل کی بے حد تکلیف کا علاج فرمائیے۔
 فائدہ :- یہ بھی یاد رکھئے کہ یہ بزرگ حضور کو غائبانہ پکار رہے ہیں یا رسول اللہ
 کہنا بھی ثابت ہوا۔

- ۴۔ ۵۔ انہی شیخ المشائخ حضرت شیخ شاذلی کے دیگر نعتیہ اشعار میں سے ہیں۔
 جو امام غسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص ۱۱۱ میں نقل کئے ہیں۔
 ۱۔ کہ فیہ لا بصر احسن مدھش : کہ فیہ لا روح احسن مسکر
 ۲۔ بسحان من انشاء من سبحانہ : بشرا باسرار الغیوب ابیش
 ۳۔ فجماله عجلی لكل جمیلۃ : ولہ مدار لكل وجہ فیلتر
 ۴۔ جنات عدن فی جنی وجنانہ : ودلیلہ ان المرافف کوثر
 ترجمہ :- ۱۔ بہت ایسے میں جن کے حسن سے آنکھوں کو دہشت ہوتی ہے
 اور بہت ایسے میں جن کے حسن سے دھڑکتی اور رحمت پاتی ہیں۔

۲۔ پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے نور سے ایک ایسا بے مثل بشر پیدا کیا جو غیب کے تمام رازوں کی خبر دیتا ہے۔

۳۔ ہر خوبصورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال زیادہ خوبصورت ہے اور آپ ایسے منبع نور ہیں جس سے ہر نور نے روشنی پائی۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخسارے جنت کی خوشبو ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے درمیان کوثر جوڑ ہے (لب مبارک)

۵۵۔ امام ابن المحادی محدث کا یہ شعر زرقانی جلد ۴ ص ۸۷ میں درج ہے جو آپ کی نعت ہے۔

بقولن یحییٰ البدر فی الحسن دجھہ : دبدر الدجی عن ذالک الحسن یحط ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ نور کو بدر سے حکایت کرتے ہیں۔ یعنی بدر کہتے ہیں اور بدر تو آپ کے حسن سے مستنیر (نور لینے والا) ہے۔

۵۶۔ علامہ شیخ بدر الدین الزکشی محدث مالکی کے اشعار نفیہ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ ص ۶۹۵

۱۔ کالبد من ای النواحی جئتہ : یھدی الی عینیک نوراً ثاقباً

۲۔ کالشمس فی کبد السماء و منورھا : یغشی البلال مشارقاً و مغارباً

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں جس طرح سے بھی تو آپ کے سامنے آئینہ گاتیری آنکھوں میں چمکتا نور سامنے آئے گا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سورج کی طرح نور ہیں۔ اسی سورج کی طرح آپ کا نور بھی دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر رہا ہے۔

۵۷۔ امام سیدوطیؒ نے خلاص الکبریٰ جلد ۵۲ میں نقل کیا۔ کہ عثمان بن حویرث نے ایک بُت سے آواز سُنی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

تردی لملوود اذ اذارت بنورہ ! : : : جمیع جلال الارض بالشرق والغرب ترجمہ :- نورانی مولود کے پیدا ہونے پر بُت گر پڑے اور اس مولود مسعود کے نور سے زمین کا مشرق و مغرب روشن ہو گیا۔ (ساری زمین نورانی ہو گئی)

۵۸۔ ہندوستان کے مشہور محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مشہور اشعار نقیہ جو تفسیر عزیزی میں موجود ہیں۔ یہاں نقل کر دیئے جائیں۔

یا صاحب الجمال و سید البشر ! : : : من و جہل المیرہ قد نور القمر

لا یکن الشفاء کما کان حقہ ! : : : بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخضر

ترجمہ :- اے صاحب جمال اور آدمیوں کے سید آپؐ کے روشن و نورانی چہرہ اسے چاند روشن ہوا۔ آپؐ کی پوری تعریف درجہ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپؐ ہی بزرگ ہیں اور بس۔

۵۹۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں رات کو میرا اونٹ گم ہو گیا۔ مجھے تلاش کرتے صبح ہونے آئی۔ میں نے غیب سے ایک آواز سُنی :-

یا ایھا الرافد فی اللیل الاثم ! : : : قد یعث اللہ نبیاً یا لحرم

من حاشمہ علی الوفاء والکرم ! : : : بجلود جنات اللیبالی والہمم

ترجمہ :- اے سخت اندھیری رات میں سونے والے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ (حرم) میں ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو با شمی نسل ہے کہ وہ اہل وفا و اہل کرم ہیں۔ اس نبیؐ کے چہرہ نور سے نہایت سیاہ راتیں روشن ہو جاتی ہیں (سیر جلیبیہ)

فائدہ :- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے عظام و علمائے امت علیہم الرحمۃ جو امت میں شہرہ آفاق ہستیاں ہیں۔ ان کا کلام ثابت کر رہا ہے کہ تمام اپنے اقلے مدنی حضور سر اسرہ نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کس قدر قربان و فدا ہوئے ہیں۔ آپ کی نعت و صفت سنتے سنتے چلے گئے۔ اور سی کو اپنا ایمان سمجھتے رہے۔ ان میں سے کسی ایک کی نسبت بھی مجھے کہیں سے ثابت نہیں ہوا۔ کہ اس نے کہا ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں۔ یا آپ کو نور کہنا آپ کی توہین ہے بلکہ آپ کا نور ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ نمبر ۶۴ پھر ٹیپہ لو۔ صحابی کا عقیدہ صاف ظاہر ہے پس اتنے بزرگوں کے خلاف عقیدہ رکھنے والا یقیناً گمراہ ہے۔

اعضائے نور

شمعِ دل - مشکوٰۃ تن - سینہ زجاجہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

حضور سر اسرہ نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعضائے مبارک سب نور ہی نور تھے۔ جیسا کہ حدیث نور سے ثابت ہے۔ جو پیچھے گزر چکی۔ آپ نے دُعا مانگی کہ اے اللہ! میرے ہر عضو کو نور بنا دے۔ دُعا یقیناً منظور ہو گئی۔ آپ نور ہی نور سر اسرہ نور ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ احادیث شریفہ میں اعضائے مبارک کی نورانی صفت علیحدہ علیحدہ بھی بیان ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جبین نور۔ امام غزالی نے احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں نقل کیا۔ کان صلی اللہ علیہ

وسلم واسع الجبهة وكان ابلج ما بين الحاجبين كان بينهما الفضة المخلصة -

ترجمہ: حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کثادہ پیشانی تھے۔ اور دونوں ابرو کے درمیان ایک نورانی چمک تھی۔ گویا خالص چاندی ہے۔

نورانی ناک۔ علامہ علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل بشرح الشامل مصری جلد ۳ میں نقل کرتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی العرین

له نور يعلوه يحسبه من لم يتامله فيه اشتمای والنور علاه بحيث يمنع الناظرين من التفكير فيه ولوامعن النظر حکم بانه ليس اثم۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی۔ اور اس پر نور یوں روشن تھا کہ جو غور سے نہ دیکھتا ناک مبارک کو بہت بلند خیال کرتا یعنی نور کی جھلک دیکھنے والوں کی نظر پورے طور پر چہرہ مبارک پر جمے نہ دیتی۔ اور اگر عرضہ تک گہری نظر سے دیکھتا رہتا تو پھر ناک مبارک کی اصلی لمبائی معلوم ہوتی۔

نور چشم۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی باللیل فی الظلمۃ کما یری بالتخاف فی الضوء بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیری رات میں ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح کہ آپ دن کو دیکھتے تھے (جمع الوسائل بشرح الشامل جلد ۱ ص ۴۶)

گردن مبارک۔ ۱۔ زرقانی جلد ۴ ص ۹۲ میں ہے۔ فی حدیث عند کان عنقه جيد دمیة فی صفاء الفضة (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک بہت عمدہ چاندی جیسی صفائی والی سفید و نورانی تھی)

۲۔ مواہب اللدنیہ جلد ۴ ص ۹۲ میں ہے۔ کان عنقه ابرق فضة (آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی)

۴ - سیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۴۳۱ میں ہے - دنی روایۃ فی عنقہ سطح ای نور (ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں نورانی چمک تھی)

۵ - امام منادی نے منادی شرح شمائل مطبوعہ مصری جلد ۱ ص ۳۱ میں حدیث ہندی کی شرح کرتے ہوئے لکھا - ای مودۃ معصومۃ من عاج بل حواصن فغارة من العاج کالبلور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی تصویر بالحق دانست بنائی ہوئی بلکہ اس سے بھی بہت خوبصورت طور کی مانند تھی)

۵ - امام غزالی احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں - دکان صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس عنقا ما ظهر للشمس والرياح منه فکانہ ابریت نفقة مشرب ذصبا يتلا فی بیان الفضة (حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن نورانی سبب نفع انسانی سے عمدہ تھی سورج کی دھوپ اور ہوا آندھی کی گرد کا اثر اس پر ظاہر نہ ہوتا گویا ایک چاندی کی صراحی تھی سونے سے نفع کی ہوئی - کہ نورانی سفید سنہری مائل چمکتی تھی) نورانی سبب - امام منادی نے منادی شرح الشمائل جلد ۱ ص ۴۷ مطبوعہ مصر میں

حدیث اس طرح نقل کی ہے - کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یحییٰ الصدوق عن مابن المنکبیین فحکم الکرا دلیس انور المنجی والمراد انه انور المجید (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ نور معرفت کا خزینہ چوڑا دونوں کندھوں کی درمیان جگہ کشادہ تھی - یعنی خوب کشادہ سینہ تھے - ہڈیاں مضبوط - کندھوں کی ہڈیاں بغیر بال نورانی انقض تمام جسم نورانی تھا)

بغل مبارک - بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۳۸ میں ہے - عن ابن بن مالک

قال رفع یدیه حتی رایت بیاض البطیہ (اس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے میں نے آپ کی نورانی بغلوں کی سفیدی و چمک دیکھی) یعنی اس قدر نورانیت تھی کہ قمیص مبارک کے باہر سفیدی نظر آتی تھی۔
شکمِ اطہر | سیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۳۵۸ میں ہے کہ جب حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے آپ نے

اپنی چچا زاد بہن ام ہانی کو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قریش کو یہ واقعہ معراج سناؤں ام ہانی آپ کی چادر سے لپٹ گئیں اور بچڑ لیا کہ ایسا نہ کیجئے گا۔ قریش آپ کو جھٹلائیں گے۔ اور آپ کے اس واقعہ کا نسخہ اڑائیں گے۔ فض ب بید ۴
 الشریفة علی ردائہ فانزعہ من یدی فارفع علی بطنہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فنظرت الی عنکۃ ای طبقات بطنہ کا نہ طی القریطیس واذ انور ساطع عند فوادیہ
 کا دیکھتے بصری فخرات ساجد افلما رفعت رأسی اذ هو خارج -

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر چھڑانے کیلئے چادر مبارک پر ہاتھ مارا میرے ہاتھ (ام ہانی کے ہاتھ) سے چادر چھوٹ گئی۔ اور آپ کے شکم مبارک سے کپڑا اٹھ گیا۔ میں (ام ہانی) نے آپ کے پیٹ مبارک کے شکموں کو دیکھا۔ گویا کاغذ لپیٹے ہیں۔ اور ایک نور چمکایا ایسا کہ میری آنکھیں اچک لے چلیں۔ میں سجدہ میں گر پڑی میں نے سر اٹھایا تو آپ تشریف لے جا چکے تھے۔

کمر مبارک | عن مجزش الکعبی نظرت الی طعۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ سبیکۃ
 فضۃ (مناوی شرح شامل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۸۰)
 ترجمہ :- مجزش الکعبی صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیٹھ مبارک دیکھی سفید چاندی کی نورانی دلیا تھی۔ گویا چاندی کا پارچہ ہے۔
(نسائی۔ ابو داؤد۔ مواہب میں بھی موجود ہے)

پنڈلی پاک | اسی مذکورہ کتاب اسی صفحہ میں یہ حدیث بھی ہے قال ابن
صاعد و لوفت مذہبی اللہ علیہ وسلم و صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

معاذہ فی غرزا کاغھا جمارتہ۔

ترجمہ :- ابن صاعد کہتے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوا
آپ ناقہ پر سوار تھے۔ میں نے رکاب میں آپ کی پنڈلی دیکھی گویا نورانی چنگاری
ہے۔

مبارک قدم | خصائص النکبری امام سیوطی جلد ۱ ص ۱۷۷ میں ہے۔
عن عبد اللہ بن برید عن ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کان احسن البشر قد ما (عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں۔ بیشک
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قدم سب لوگوں سے خوبصورت
تھے) ۱۷

میں کف پائے نبی کو مہ سے کیا تشبیہ دوں
نسبت ذرہ کیا شمس الفجر کے واسطے

انگلیاں مبارک | اسم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۴۹ میں حدیث
نقل ہے۔ روى عن عائشة و كان اصابعه صلی

اللہ علیہ وسلم فضبان فضة (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں چاندی کی پوریاں تھیں)

احیاء العلوم امام غزالی جلد ۲ ص ۲۱۲ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ کف الین من
الحخذ (آپ کی تملیاں ریشم سے زیادہ نرم و ملائم تھیں) صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم۔

بے مثل نور

کیا بنا نام خدا اسری کا دُلہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانا نور کا

ہمارا عقیدہ ہے کہ پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور
بے مثل نور آپ کی مثل نہ کوئی آپ سے پہلے پیدا ہوا۔ نہ آپ کے بعد پیدا ہوگا
اللہ تعالیٰ الوہیت میں وحدہ لا شریک ہے۔ اور ہمارے آقا بھی مخلوق میں
بے مثل ولا شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت میں بے مثل اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رسالت و محبوبیت میں بے مثل۔ مگر جو
لوگ آپ کے نور ہونے کے منکر ہیں۔ وہ آپ کے بے مثل ہونے کے بھی منکر
ہیں چنانچہ ان کا عقیدہ ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ خدا چاہے تو رُو
محمد پیدا کر دے ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی ایسا نہیں چاہتا۔ اور نہ کبھی ایسا
چاہیگا۔ ایسا کہنا ہی غلط ہے۔ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ امت
سے حبیل انسان شہرہ آفاق علمائے کرام اور مجہو و محدثین عظام کا مذہب
یہی ہے۔ کہ آپ کی مثل نہ ہو۔ نہ ہوگا۔ اس پر بعض احادیث شریف سے
بعض اشارات مل رہے ہیں۔ مثلاً جناب علی رضی اللہ عنہ کی حدیث پیچھے گزر چکی ہے

کہ فرمایا اللہ اور قبلہ ولا بعد لا مثله (آپ کی مثل میں نے آپ سے پہلے کوئی نہ دیکھا۔ نہ آپ کے بعد) اب اس موضوع پر اور آپ کے حسن کمال پر بزرگوں کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

واللہ یا لیس مثلك لم یکن فی العلمین وحق من انباک

ترجمہ :- خدا کی قسم اے لیس! آپ کی مثل سارے جہانوں میں اب کوئی نہ ہوگا۔ اس حق تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا (فیضہ الغناء)

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری مواعیب اللدیۃ مصری جلد ۲ ص ۷۷

میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ جعل خلقہ بدنہ الشریع علی وجہہ لم یظہر قبلہ ولا بعد لا خلق ادمی مثله۔

ترجمہ :- پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان کامل کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ بیشک آپ کے بدن شریف کو اللہ تعالیٰ نے ایسا (نورانی) مخلوق کیلئے کہ نہ آپ سے پہلے ایسا پیدا ہوا۔ نہ آپ کے بعد کوئی آدمی آپ کی مثل پیدا ہوگا۔

خاندان :- دیکھا امام قسطلانی نے اس عقیدہ کو ایمان کامل کہا جس جو یہ کہے کہ آپ جیسے کروڑوں لاکھوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایمان کامل نہیں۔

۳۔ امام شرف الدین بو میری اپنے مشہور قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں کہ منزلا عن شریک فی محاسنہ : فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

ترجمہ :- پیارے نبی عربی فلاح روحی و امی و ابی و صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفات
 نورانیہ میں شریک نہیں رکھتے۔ یعنی آپ لاثانی نورانی ہیں۔ آپ کا حسنِ منیر غیر
 منقسم ہے۔ یعنی تقسیم ہونے والا نہیں ہے مثل و بے نظیر ہے۔

۴۴۔ علامہ زرقانی مندرجہ بالا شعر کی شرح میں زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۷۷
 میں لکھتے ہیں۔ اختارہ خالق الانسان جیباً لا شریک لہ فی الحسن
 وجوہہ لا یقبل لہ القسمة۔

ترجمہ :- انسانوں کے خالق نے آپ کو اپنا جیب بنا لیا ہے جس
 میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ اور آپ کا جو ہر حسن تقسیم ہو نہ والا نہیں۔
 ۵۵۔ امام منادی شرح شامل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ ان الله
 اوجد مدنه الشريف على وجه لم يظهن قبله ولا بعده مثله۔
 (اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف الیا بنا لیا ہے کہ آپ کی
 مثل نہ کوئی آپ سے پہلے ظاہر ہوا نہ بعد میں ہوگا)

۵۶۔ حضرت علامہ علی قادری شارح مشکوٰۃ محدث حنفی جمع الوسائل بشرح
 الشامل مصری جلد ۱ ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ نفی المثل يدل كونه احسن من
 كل احد (آپ کی مثل کی نفی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ آپ ہر ایک سے
 زیادہ خوبصورت اور حسین ہیں۔)

۵۷۔ علامہ علی قاری اسی کتاب جلد ۱ ص ۳۴ میں لکھتے ہیں۔ تشبیہ بعض
 صفاته بنحو الشمس والقمر انما جوی علی عادة الشعاع والعراب والافلاکی
 یجادل شیئاً من اوصافه اذھی اعلیٰ واجل من کل مخلوق۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض درجات کیلئے سوز وچاند سے تشبیہ دینا یہ شاعروں اور عرب کی علت ہے ورنہ آپ کی کسی صفت سے کوئی شے برابر ہی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آپ کی صفت ساری مخلوق سے اعلیٰ و اکمل ہے۔ یعنی سوز وچاند بھی آپ کی نورانیت چہرہ کے سامنے پہنچ نہیں۔
۸۔ امام شرف الدین منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ فنور چہرہ انفع من نور الشمس والقمر (آپ کے چہرہ منور سوز وچاند سے زیادہ نافع ہے۔)

فائدہ :- منکرین کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) توفیق ہو گئے ہیں اب اُن سے ہمیں کیا نفع ہے خدا سے ہم کو کام ہے محمد سے کیا کام۔ مگر محدثین سلف کا عقیدہ دیکھو فرمایا ہے کہ آپ کا نفع سوز وچاند سے زیادہ ہے یہ کہنے والا امام منادی محدث شافعی آپ کی درجات کے بعد کہہ رہا ہے۔ یعنی اب بھی سوز وچاند سے زیادہ آپ کی ذات پاک نفع دے رہی ہے۔ اور سوز وچاند کے منافع کو کون نہیں جانتا۔ سرکار اُن سے بھی زیادہ نافع ہیں۔

۹۔ یہی علامہ منادی اسی کتاب جلد ۱ ص ۳۲ میں لکھتے ہیں۔ ان وجہہ ابھی من الشمس والقمر فنور قلبہ اعظم ضیاء منها فلو كشف الحق عن مشارق الازار قلبہ لا تطوى نور الشمس والقمر فی مشرقات الازارھا واین نور القمرین من نورہ۔

ترجمہ :- حضور سر اسر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سوز وچاند سے زیادہ بارونق ہے۔ اور آپ کے دل کا نور تو سوز وچاند سے بہت زیادہ نورانی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے انوار کو کھول دے ظاہر کر دے تو سورج و چاند کا نور ان انوار کے سامنے مٹ جائے سورج و چاند کے نور کی آپ کے نور کے سامنے کیا حقیقت ہے سبحان اللہ کیا محبت بھری عبادتیں ہیں۔

۱۰۔ علامہ زرقانی بے مثل سیرت کی کتاب زرقانی جلد ۴ ص ۷۷ میں لکھتے ہیں۔ فی الحدیث اعطی یوسف شطر الحسن یتبادرالی بعض الافہام ان الناس یشترکون فی البعض الاخر لیس کن لک بل المل دانہ اوتی حسن شطر الحسن الذی اوتیہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یبلغ الغایۃ دیوسف شطر ہا۔

ترجمہ :- حدیث میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ دوسرے حصہ میں تمام لوگ شامل ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مراد و مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن (نور) کا بعض حصہ دیا گیا۔ کیونکہ آپ حسن و نورانیت کے کمال اور غایت درجہ تک پہنچے ہیں اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حسن کا بعض ہیں۔

۱۱۔ اور امام منادی شرح شمائل جلد ۲ ص ۷ فرماتے ہیں۔ اِنَّ صُوْرَةَ اَبِیْ صَیِّدٍ صَیِّدٍ عَلَی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَلٌ مِنْ کُلِّ مَخْلُوْقٍ حَتّٰی مِنْ صُوْرَةِ یُوْسُفَ (بیشک خواب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت منیرہر مخلوق (شمس و قمر وغیرہ) سے زیادہ خوبصورت ہے یہاں تک کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت انوار سے بھی)

۱۲- اور زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۸ میں ہے فاعطی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الحسن
کلا قال القبطی لم یظہر لنا تمام حسنه صلی اللہ علیہ وسلم رفقا من
اللہ بنا لانه لو ظہر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رویتہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے
پورا حسن عطا کیا۔ امام قزطبیؒ کا قول ہے کہ آپؐ کا تمام حسن ہم پر ظاہر
نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ ورنہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام
حسن ظاہر ہو جاتا۔ تو ہماری آنکھیں آپؐ کے دیدار کی طاقت نہ رکھیں! امام
منادیؒ نے اس قول کو یوں بھی نقل کیا ہے۔ والا لما اطاقت اعین
الصحابۃ النظر الیہ (منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۱۸) یعنی آپؐ صلی اللہ علیہ
وسلم کا حسن اگر پورا ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کرام کی آنکھیں آپؐ کی طرف نظر کرنے
کی طاقت نہ رکھیں۔

۱۳- منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۳۱ میں ہے۔ قد اختلفت الفاظ الصحابة
فی نعتہ وصفاتہ وذالك لما ركب في العبد در من جلالته وجلالته وعظيم
مهابته ولما جعل في حبس الشریف من النور الذي يملأ ولا
يغلب على بشرته فاعياهم ضبط صفته ونعت حليته حتى قال
بعضهم كان مثل الشمس طالعة وقال بعضهم كان يتلأ تلالا
القمر ليلة البدر۔

ترجمہ :- آپؐ کی نعت اور صفت بیان کرنے میں صحابہ کرام کے الفاظ مختلف

ہیں۔ اور یہ ان کے دلوں میں آپ کی عظیم ہیبت و جلالت اور جوشِ محبت کا اثر ہے۔ اور جب کہ آپ کے بدن شریف پر نور اس قدر چمکتا تھا کہ آپ کی بشریت پر غالب آکر نور ہی نور کا نظارہ تھا۔ پس صحابہ کو آپ کی پوری صفت اور لغت کا ضبط و معلوم کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ لہذا بعض نے کہہ دیا۔ آپ کا چہرہ الشمس طالعہ ہے۔ سورج نکل رہا ہے۔ اور بعض نے کہہ دیا کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔

۱۴۔ علامہ علی قاری محدث جمع الوسائل بشرح الشامل جلد ۲ ص ۷ میں لکھتے ہیں۔ ان جمال نبینا علی اللہ علیہ وسلم کان فی فایۃ الکمال وان من جملة صفاته وکثوۃ ضیاءہ علی ماروی ان صوۃ کان یقع نورھا علی العبد ارکن اللہ ستر عن اصحابہ کثیرا من ذالک الجمال الناضر والکمال الباہل ذلوا برز الیہم لصعب التقل الیہ علیہم۔

ترجمہ:- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال حسن کے پورے کمال پر تھا۔ اور یہ روایت آپ کی پوری صفائی اور کثرتِ نورانیت پر ہی تو ہے کہ آپ کی تصویر منیر کا نور دل پر پڑتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکثر روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کرام سے چھپایا ہوا تھا۔ اگر صحابہ پر پورا ظاہر ہو جاتا تو ان کو آپ کی طرف نظر کرنا مشکل ہو جاتا۔

۱۵۔ یہی علامہ اسی کتاب جلد ۱ ص ۹ میں لکھتے ہیں۔ قال بعض الصوفیۃ اکثر الناس عرفوا اللہ عز وجل وماعرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی البصائر۔

ترجمہ :- بعض صوفیہ کرام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اکثر لوگوں نے پہچان لیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہچان سکے۔ اس لئے کہ بشری حجاب جو آپ پر پڑا ہے یہی اُن کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے۔ یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

۱۶ :- امام ابو عبد اللہ شافعی مصری جو فاضل اجل اور عارف کامل گذرے ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث حنفی دہلوی علامہ شہاب فاجی محدث شافعی علامہ زرقانی محدث شافعی حضرت ملا علی قاری محدث حنفی وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو عبد اللہ شافعی کا نام نامی بڑے القاب سے لکھا ہے۔ یہ امام شافعی اپنی کتاب روض الریاحین میں قصیدہ بردہ کے اس مصرعہ پر قبیل العلم فیہ اندہ بشر (علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ بشر ہیں) کے متعلق لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالموہب علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں جو اکثر دفعہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے کہ مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ حضرت بوسیدؓ کا یہ قول ”قبیل العلم فیہ اندہ بشر“ اس کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ جس کو آپ کی حقیقت کا علم نہیں اس کے علم کی انتہا یہی ہے کہ آپ بشر ہیں۔ ورنہ آپ تو روح قدس اور اس سے بھی دراز اور اہم ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا تو نے سچ کہا۔ (عواصن الحنین ترجمہ روض الریاحین ص ۳۲)

۱۷ :- امام قسطلانی موہب اللہ فیہ مع زرقانی جلد ۵ ص ۱۱ میں تحریر کرتے ہیں
فکان علیہ الصلوٰۃ والسلام بشری الظاہر ملکوتی الباطن وکان علیہ

الصلوة لا یأتی الی شیء من احوال البشر بة الا تانیسا لامته وتشیجا
لها یقتدی لانه محتاج الی شیء من ذالک قال الشیخ الشاذلی

هو بشر لبس کالالبشر بد کیا قوت حجر لبس کالاحجار

ترجمہ: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سب سے زیادہ بشری طور پر بشری صورت تھے اور باطن
میں ملکوتی و انورانی تھے۔ آپ بشری حالات کے ماتحت جو بھی کام کرتے یہ امت
کی تعلیم اور شریعت بنانے کیلئے تھے۔ کہ آپ کی امتہ ان کی جائے رونہ آپ کسی بشری
ضرورت و حاجت کے محتاج نہ تھے۔ امام شیخ شاذلیؒ نے فرمایا ترجمہ شعر: آپ
بشر ہیں مگر عام بشروں کی طرح نہیں جس طرح یا قوت پتھر ہے مگر عام پتھروں
کی مثل نہیں۔

فانک :- معلوم ہوا کہ حضورؐ یا پھر صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا سونا۔
جاگنا بیوی کرنا وغیرہ بشری ضرورت کے لئے تھا یعنی کوئی نوا بشری
آپ پر غالب نہ تھی۔ آپ میں بشری خواہشات کی ہولناکی بھی نہ تھی۔ یہ سب
کچھ لوگوں کی تعلیم کیلئے آپ نے کیا سمجھنے والے کیلئے اتنا اثار رکھنا ہے۔
اور بس۔

کلام نور

اے مدینہ کے چاند دو بانیں

اپنے منہ سے ذرا سنا جانا

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۱ میں ہے عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم افلیح الثنیتین اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثناياه
ترجمہ :- ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اگلے دندان مبارک میں کشادگی تھی جب جب علی کلام فرماتے تو
اُن دو دندان مبارک کے خلا سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔

۳۔ زرقانی جلد ۴ ص ۷۱ میں ہے عن انس ما بعث اللہ نبیاً الا حسن الوجه
وحسن الصوت وكان ینبئکم احسنهم وجہاً وحسنهم صوتاً۔

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو لورانی چہرہ
عمدہ کلام و آواز بخشنی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سب سے زیادہ
لورانی چہرہ اور سب سے زیادہ عمدہ پیغمبر کلام والے تھے۔

لہذا حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں سے

ینظم در النثر نثر مقبول : فیا حسنہ ونثرہ نظامہا

(پیارا اور لورانی کلام چمکیے موتی تھے لڑکی میں پروئے ہوئے کیا ہی خوب لورانی
چہرہ آئینہ تھا۔ اور کیا ہی آپ کی نثر و نظم تھی۔)

علامہ زرقانی اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں :- اذا تکلم ینبئ شہد اللہ
الکبار فی حسنہا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے بڑے بڑے چمکیے و لورانی
موتی تھے جو بکھر رہے ہوتے)

اے مدینہ کے چاند دو باتیں
اپنے منہ سے ذرا سنا جانا

تبسم لور

سلا مے چاند سماعت پر صوفی چاندی راتیں
تبسم پر تو قربان ہو گئیں تاروں بھری راتیں

۱۔ شفا قاضی عیاض جلد ۲۳۳ میں ہے: ابو سمریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
اذا ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبلا کانی الحجاب (رحیب بول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے سناٹے دیوروں پر خدائی چمک پڑتی)
۲۔ علامہ شہاب خفاجہ لیسیر: عن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اذا
کشف صلی اللہ علیہ وسلم عن سنانہ فحال محمد علیہ منہ ینف
اسنانہ لسان کھلا البرق (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتورفتے
ہوئے اپنے دندان مبارک کھلتے تو آپ کے دندان مبارک اچھا لکھتے
چمک کی مانند ہوتے)

۳۔ شفا متریف جلد ۱۱۱ میں ہے: اذا انقضا کافار عن مثل سنا
البرق رواہ البیہقی (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے یا انور علی
ہو تا جیسا کہ علی چمکتے سے ظلمت مٹ جاتی)
۴۔ سیم الریان جلد ۱۵۱ میں ہے: کما تبسم عن نورو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا تبسم یوں تھا کہ چمکیں مونی اور نہ نیا)

۵۔ امام تھانی نے مواہب اللہ فیہ جلد ۲۶۲ میں حدیث نقل کی ہے: سنا
عائشہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد فی بیتہ قالت

كان الذين اناس بئسا ما ضى كانه يرقط ما دار حليه بين اصحابه۔
 ترجمہ :- اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا
 گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو کیسے ہوتے
 کہ اسب لوگوں سے نرم طبع بہت ناچہرا مبارک ہوتا کبھی آپ کو صحابہ میں پاؤں
 مبارک چبڑا کر بیٹھے نہیں دیکھا۔

۴۔ امام مزہدی شرح شمائل جلد ۲ ص ۱۴ میں لکھتے ہیں۔ جل ضحکہ صلی اللہ علیہ
 وسلم البسم یفتقر عن مثل حب الغام الذی لیثیہ اللؤلؤ۔
 ترجمہ :- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہسی مبارک اکثر دفعہ تبسم
 کی صورت میں ہوتی (یعنی مسکراتے تھے زور سے نہ سفتے) اور آپ کے
 مسکرانے سے چمک پیدا ہوتی گویا کہ بادل کے سفید اگلے یا چمکیے موتی ہیں
 (دندان مبارک ایسے لورانی تھے)

۵۔ لاغنی تارکی شرح شمائل جلد ۲ ص ۱۵ میں لکھتے ہیں۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کان اذا ضحک مبتلا فی النجد رای یثرق لوزہ علیہ الشراقا کا شراق الشمس
 علیہا۔

ترجمہ :- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم جب منہسی فرماتے دیواریں چمک جاتیں
 یعنی آپ کے دندان مبارک کی روشنی ان پر جا پڑتی۔ جیسا کہ سورج نکل آئے۔
 نو دیواریں چمک جاتی ہیں۔

۹۔ مواہب اللدنیہ جلد ۴ ص ۹۵ میں ہے۔ اخراجہ ابن سعد من حدیث
 ابی ہریرۃ عن علیؑ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان براق النشایا (حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکیے
دانتوں والے تھے۔

۱۰۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۳۱ میں ہے بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ
جب حضرت علیہ بھی مکہ مکرمہ سے کوئی بچہ لینے آئیں۔ اور پھر جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پا کر آپ کو لینے حضرت آمنہ کے گھر آئیں۔ آپ اس وقت
سوئے ہوئے تھے حضرت علیہ کہتی ہیں۔ فاشفت ان اوقطه من نومہ
لحسنہ وجمالہ فلا نوت منه روید انوضعت یدہ علی صدرہ فنبسم
مباحک وفتح عینیہ لينظر انی فخرج من عینیہ لوزحتی دخل خلال
السماء۔

ترجمہ: آپ کے کمال حسن و جمال کو دیکھ کر میں خوف زدہ ہو کر رگ گئی۔ کہ
آپ کو نیند سے جگاؤں۔ میں آہستہ آپ کے نزدیک آئی اور میں نے آپ کے سینہ
مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور میری طرف
دیکھنے کے لئے آنکھیں مبارک کھولیں۔ پس آپ کی چشمان مبارک سے ایک نور
نکل کر آسمان تک جا پہنچا۔

شمع نور

سلام اے تیرے ذکر پاک سے ہے ذوقِ روحانی

سرورِ دل۔ زباں شیریں۔ منور شمع ایمانی

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سراجِ منیر

بھی فرمایا ہے یعنی آپ فتاب کی طرح خود روشن و نور میں۔ اور دوسروں کو لوزانی
 بنانے والے ہیں جیسے سورج نے سب شہر کو روشن کیا آپ نے بھی جہان اور
 جہان والوں کو لوزانی بنایا۔ خود نور ہیں۔ دوسروں کو لوز بناتے ہیں۔ چنانچہ
 امام حسینؑ نے اپنی کتاب روض اللایف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۲ میں نقل
 کیا ہے کہ طویل دوسی جب مسلمان ہو گیا۔ تو اس نے حضور سر نور صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں اپنی قوم کا رئیس ہوں۔ آپ میرے لئے دعا
 فرمائیں۔ اور مجھے ایک نشانی (معجزہ) دے دیں تاکہ میں اپنی قوم کو اس نشانی
 کا پردے مسلمان کر سکوں۔ اور انہیں ثابت ہو جائے کہ اسلام مذہب حق ہے۔
 آپ نے فرمایا اللہ عز و جل (اللہ اللہ اسے نور عطا کر) ضلع نور بین عینیدہ۔
 اس کی آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ایسا نہ ہو کہ میری قوم مجھ کے لئے مشعل سے یا برص کا داغ چہرہ پر ہے۔ اس لوز کو
 میرے چابک میں بدل دیں پس وہ لوز اس کے چابک میں بدل دیا گیا۔ وہ ان
 یفی فی اللیلة المظلمة فسی ذال نور (وہ چابک اندھیری رات کو روشنی
 دیتا اور طفیل کو ذوالنور، نور واطا کہا کرتے)

امام شہاب بخاری نے نسیم الریاض مصری جلد ۱ ص ۱۱۱ میں لکھا ہے۔ امام احمد
 بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں ایک صحیح حدیث ابو سعید خدری سے
 روایت کی ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ صحابی نے ایک رات عشاء کی
 نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں پڑھی۔ رات سخت اندھیری
 تھی۔ قتادہ جب نماز سے فارغ ہو کر چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ایک کھجور کی لکڑی اُن کو دی۔ اور فرمایا انطلق بہ فانہ سیغی لك من بین
 ید یدك عشا ومن خلعتك عشا انا نطلق قانسار لہ العرجون مثنی دخل
 بیتہ۔

ترجمہ :- یہ لکڑی لے کر چلا جائیگا یہ لکڑی تیرے لئے دس قدم آگے اور دس
 قدم پیچھے روشنی کریگی۔ پس وہ چلے آوہ لکڑی روشنی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ
 گھر چلے گئے۔

۳۔ شیخ ابی یوسف حیدر علیہ السلام میں ہے کہ میں نے زید کو جذا اسم کا مرض تھا۔ وہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ غصع علی رأسہ (آپ نے اس کے
 سر پر ہاتھ مبارک پیر اور دعا فرمائی) بخدا ام دور ہو گیا پھر روشن ہو گیا۔ اس نے یہ
 سر کے بارے میں سفید ہوئے۔ مگر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک پیرا تھا وہ
 جگہ سیاہ چمکی جوائی کی مانند خوبصورت تھی۔ اتنا بوڑھا ہونے کے باوجود لحد
 یشب بیکرتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یدعی الاعداء فی وجہہ من
 النور (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔ اور اس کا نام
 اعتر (لورانی پھر والا) پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر نور کی چمک تھی)۔
 ۴۔ شفا شریف جلد ۲ ص ۱۲۱ میں ہے۔ ومسح صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ

قناد بن ملحان فکان لوجہہ بریق حتی ہان یُنظر فی وجہہ کما ینظر فی المرآۃ
 ترجمہ :- حضور سر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قناد بن ملحان کے چہرہ
 پر اپنا ہاتھ مبارک پیرا۔ اس کا چہرہ ایسا لورانی ہو گیا کہ آئینہ کی مثل اس میں دیکھی
 چیزیں دکھی جاتی تھیں۔

حضرت ابو العلاء کہتے ہیں میں قتادہ کی عیادت لو گیا۔ ایک مرد گھر کے پیچھے سے گذر کر افرایتہ فی وجہہ (میں نے اس مرد کو قتادہ کے چہرے میں دیکھا گویا آئینہ تھا) حجتہ اللہ العالمین علامہ یوسف نبجانی ص ۳۳۴

۵۔ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۴۱ میں ہے عن خزیمہ بن سواد روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی وجہہ فصادت له غرة بیضاء فما زال علی وجہہ نور من آثار الوارۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: خزیمہ بن سواد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا سفید نورانی چمکدار ہو گیا۔ اور ہمیشہ اُن کے چہرے پر نور چمکتا تھا۔ اور یہ آپ کے الوار کی ایک نشانی تھی۔ اسی کتاب جلد ۳ ص ۳۴۱ میں ہے۔ نفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی وجہ زینب بنت ام سلمۃ نفعہ من ماء فمکان یعرف فی وجہ المرأة من الجمال ما بہا ذلک بركة ماء الذی رشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہا لان ذلک الما کان مسہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت زینب بنت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے چہرے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا۔ اُن کا چہرہ ایسا نورانی ہو گیا کہ عورتوں میں کسی عورت کا ایسا نورانی چہرہ نہ تھا۔ اور یہ اُس پانی کی برکت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر چھڑکا۔ کیونکہ اس پانی کو سرکار کے ہاتھ مبارک نے مس کیا ہوا تھا۔

فائدہ :- یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ آپ کی گود مبارک میں پلے ہوئی تھیں۔ اور آپ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسرے خاوند سے بیٹی تھیں۔

۷۔ زرقانی جلد ۴ ص ۱۸۵ میں ہے۔ عائد بن عمرو صحابی رضی اللہ عنہ کو جبک عنین میں چہرہ پر زخم آگیا۔ خون بہ کر سینے تک جا رہا تھا۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اُن کے چہرے سے خون پونچھا۔ فکان اثر یدک صلی اللہ علیہ وسلم الی منتھی ما مسح غرّة سائلة رواہ البخاری فی تاریخہ۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا اثر اُن کے چہرہ پر لمبوتر اسفید نورانی چمکدار تھا۔ بخاری نے اس حدیث کو تاریخ کبیر میں روایت کیا۔

۸۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ایک روایت نقل ہے۔ معاویہ بن ثور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت بوڑھے تھے۔ اُن کے ساتھ اُن کا بیٹا بشر تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے بیٹے کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرئیے۔ اور دعا فرمائیے۔ حضور سر پر انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشر کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ فکان فی وجہہ مسحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لختہ (اُس کا چہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگانے کی وجہ سے روشن تھا۔)

۹۔ مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۶ میں ہے۔ حمزہ سلمیٰ کہتے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم اندھیری رات میں
 آپ سے جدا ہو گئے فاضلت اصابتی اچانک میری انگلیاں روشن ہو گئیں
 سب لوگ اس روشنی میں چلے اور کوئی گم نہ ہوا وانما العی النبی (میری
 انگلیاں نور اور روشنی ڈال رہی تھیں) اور یہ سب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی برکت تھی۔

۱۔ انصاف الکبریٰ پر ہے۔ عتاجی عبس ابن جبرائیل
 کان یصحی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عدوات ثم یرجع الی
 بق صارتہ فخرج بیہتہ فہماۃ علیہ ذوق غصہ فی عصاۃ

ترجمہ۔ ابن عباسؓ نے کریمؐ سے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھ کرتے تھے
 پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ اگر لوگ اٹھ جائیں گے
 نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو ان کی ناکھی ٹوٹ جائے گی اور ان کی روشنی سے
 گھر بجھ جائے گا۔

۱۔ انصاف الکبریٰ پر ہے۔ عتاجی عبس ابن جبرائیل
 کان یصحی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عدوات ثم یرجع الی
 بق صارتہ فخرج بیہتہ فہماۃ علیہ ذوق غصہ فی عصاۃ
 ترجمہ۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
 پڑھتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اٹھ جاؤ
 میں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو اور ان کی بات
 سے سزا لیا اور انہیں بڑے آرام سے اٹھنا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز

پڑھ لی۔ دونوں کو دونوں آئینے اقدس پر بٹھایا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!
 کیا ان صاحبزادوں کو ان کی ماں کے پاس لے جاؤں؟ فرمایا: ابھی نہیں۔
 نبوت برقة فقال الحقباہما فاما ذالا یشبان فی ضواہا حتی دخلہ (اچانک)
 نور چمک رہی ہو گئی۔ آپ نے صاحبزادوں کو فرمایا: جاؤ اپنی ماں کو جا ملو۔ دونوں صاحبزادے
 اس نور کی روشنی میں چلے اور گھر میں چلے اور گھر میں داخل ہوئے۔

مدینہ نور

تبر نور کہے یا قصر معلى نور کا
 جہر الخلس یا کوئی سادہ ساتھ نور کا

۱۔ مشکوٰۃ ص ۵ میں ہے: عن النبیؐ قال ما کان ایوم الدی و فیہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینہ اجزاء منها کل شیء۔
 ترجمہ :- النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپ کے نور سے مدینہ کی ہر چیز روشن
 ہو گئی۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

۲۔ حدیث تشریف مذکورہ بالا کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری جمیع الوسائل شریعہ
 الشامل مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۹ میں تحریر کرتے ہیں: اھی تنویر جمیع اجزاء المدینہ
 نور احسیا ان کل شیء فی العالم کأنه اقتبس النور من المدینہ فی ذالک
 الیوم۔

ترجمہ :- مدینہ تشریف کے تمام اجزاء (جسے) روشن ہو گئے۔ اور یہ نور تھی ہے

یعنی ظاہری طور پر بھی محسوس ہوتا ہے۔ پھر دنیا کی ہر چیز نے مدینہ کے اس نور سے حصہ لیا۔

۳۹۔ امام مناوی اس حدیث کی شرح میں شرح شامل جلد ۲ ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ ان المراد به ان كل جزء من اجزاء المدينة امناء ذلك اليوم حقيقه وكيف لا يفئى له ذلك وقد كانت ذاته صلى الله عليه وسلم كلها نوراً سماه الله نوراً وكان كل شئ في العالم اقتبس النور واخذ من المدينة في ذلك اليوم۔

ترجمہ :- مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مدینہ شریف کا ہر جزو اس دن حقیقی طور پر نورانی ہو گیا۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سر اس نور تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ اور جہاں کی ہر چیز نے اس دن مدینہ کے نور سے حصہ لیا۔

۴۰۔ امام قسطلانی لکھتے ہیں۔ ہم ربیع الآخر ۸۹۲ھ میں مدینہ منورہ کی زیارت کو چلے جب ہم احد پہاڑ کے قریب پہنچے مدینہ شریف سے تین میل دور تھے فبوقت لوامع الاقار (مدینہ کے الوار کی روشنی چمکی) امام قسطلانی وہاں پکارا اٹھے

اتيتك ذاتراودوت اني : جعلت سواد عيني امتطيه

دماي لا اسير على المآتي : اني اقبر رسول الله فيه !

ترجمہ :- میں آپ کے پاس زیارت کے لئے آیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ میں آنکھوں کے بل چل کر حاضری دوں۔ اور میں کیوں نہ افس قبر الوار کی طرف آنکھوں کے بل چلوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (مواہب معہ زرقانی

جلد ۳۱ سبحان اللہ علمائے سلف و عشاقِ رسولؐ کے سینہ میں مدینہ کی
تیز پھٹی اور آج کل کے مولوی مدینہ شریف کی طرف سے لکھنا مشترک سمجھتے ہیں
اور ایسے مسافر کو مشترک کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

خوشبو اور

خوشبو کی طرح سایہ کو دیکھنا کسی نے !
چھوٹوں کی فضا سے قدرِ عنائے محمدؐ

۱۔ ابو جعفرؑ کہتے ہیں ایک دفعہ دوپہر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحا کی طرف تشریف
لے گئے۔ پھر دُشوفر آیا۔ نماز ظہر پھر عصر پڑھی۔ لوگ آپ کے ہاتھوں مبارک کو
پکڑنے اور اپنے موبوں پر ملتے تھے۔ میں نے بھی آپ جناب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ
پر رکھا۔ فاذا هم ابودمن الثلج واطيب رائحة من المسك (بخاری جلد ۵ ص ۵)
ترجمہ :- آپ کا ہاتھ مبارک برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار
کھتا۔

۲۔ بخاری شریف جلد ۵ ص ۵۳ میں ہے عن انسؓ قال ما مست حرمي ولا ديبلي
الين من كف النبي صلي الله عليه وسلم ولا شممت ريحا قط اطيب من ريح
النبي صلي الله عليه وسلم۔

ترجمہ :- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تیلیوں سے زیادہ نرم و ملائم کوئی ریشم نہیں دیکھا۔ اور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ تیز کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ (آپ کے

بدن اطہر سے تیز خوشبو آتی)

۴۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ من زبڑ میں بھرا پانی اپنے تحت کد (گھر) کی طرف تشریف لائے میں بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں چھوٹے بچے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے خسر اول کو ہاتھ مبارک لگاتے جاتے شفقت و محبت سے (پھر بڑی شفقت و محبت سے ہرے گالوں پر بھی ہاتھ مبارک لگایا۔ فوجت لیدہ بردار بچا کا منا خرمیما من جودۃ عطار (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶) یعنی میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کو نہایت مزیدار ٹھنڈا اور خوشبو دار پایا گو ایک عطار کی عطر والی ڈبیلا سے انہیں بھیک کر نکالا گیا ہے۔

۵۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶ میں ہے۔ عن انس قال ما شممت عنبراً قط ولا مسکاً ولا شیئاً اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی عنبر اور مسک اور کسی چیز کو نہیں سونچا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہو (یعنی آپ کی خوشبو ان تیز خوشبو سے زیادہ)۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶ میں ہے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک بار حضور پور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور قیلوہ (دو پہر کو خواب) فرمایا۔ پسینہ مبارک چہرہ اور پر پہنچا۔ میری ماں ام سلیم نے ایک شیشی لی۔ اور پسینہ اتار اتار کر اس میں ڈالنے لگی۔ آپ جاگ پڑے۔ فرمایا۔ ام سلیم یہ کیا کرتی ہے قالت هذا امرت ان يجعله فی طیبنا وهو من اطیب الطیب (عرض کیا)۔ یہ آپ کا پسینہ مبارک ہم خوشبو کے طور پر استعمال کرینگے اور یہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہے)

فائدہ :- ام سلمہؓ آپ کی رضائی خالہ تھیں۔ لہذا محرم تھیں (نسیم الریان جلد ۱ صفحہ ۳۵)

۷۔ مشکوٰۃ شریفؒ میں ہے۔ عن جابر بن ابی بنی علی اللہ علیہ وسلم لم یسئلک طریقاً یتبعہ احد الا عرف انہ قد سئل من طیب عن ذی دواہ الذاری۔

ترجمہ :- جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ میں سے تشریف لیجاتے تو آپ کے پیچھے چلتے والا آپ کی خوشبو سے پہچان جاتا کہ آپ ہی راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔

۸۔ احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ میں امام غزالیؒ نے نقل کیا کہ کان عن رسول اللہ علیہ وسلم فی حجبہ کانوا طیب من المسک۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک پر سینہ مبارک کیلئے مویوں کی طرح نظر آتا اور کستوری سے نیز خوشبو دار تھا۔

۸۔ علامہ قاضی عیاضؒ محدث مالکی نے کتاب الشفاہ جلد ۱ صفحہ ۲۴ میں نقل کیا کہ کان کفہ عطار یصا فح المصارح فیطل یومہ یجدہ یحما۔

ترجمہ :- پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی عطر کی ہتھیلی کی طرح تھی (عطر کی ہتھیلی خوشبو میں بسی رہتی ہے استعمال عطر سے) جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا سارا دن اس کے ہاتھ خوشبو آتی رہتی۔

۹۔ امام سیوطیؒ نے خصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱ میں حدیث بھی ہے۔ عن وائل بن حجر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلو من ماء فشیب من الدلو ثم صب

فی البئر فراح منها مثل رائحة المسک اخرج احمد وابن ماجہ والبیہقی۔

ترجمہ :- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی

ایک ڈول بلایا گیا۔ آپ نے اس ڈول سے پانی پیا۔ پھر وہ ڈول ایک کوئیں میں ڈالا گیا تو اس کوئیں سے کستوری کی مثل خوشبو آنے لگی۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل بن ماجہ۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل بطیب ریحہ۔ ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لاتے تو ہم آپ کی خوشبو سے معلوم کر لیتے کہ تشریف لایا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷)

۱۱۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مر فی طریق من طرق المدینۃ وجد دامنہ راحۃ الطیب وقالوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حد الطریق۔

ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیہ پاک کے کسی راستہ سے تشریف لیجاتے۔ تو صحابہ آپ کی خوشبو پا کر کہتے کہ آپ اس راستہ پر گزر گئے ہیں۔ (نسیم الیمن جلد ۱ ص ۳۶۶)

۱۲۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۶۷ میں ہے۔ عن ابراہیم النخعی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمرن باللیل بروج الطیب۔

ترجمہ :- ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو کہیں سے گزرتے تو خوشبو سے پہچان لے جاتے۔

۱۳۔ مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۲۵ جلد ۴ ص ۲۲۵ میں ہے۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمرن اناس دجھا والنورحم فوادکان عرقہ فی

وجہ مثل اللؤلؤ والطیب من المسک الاذخر -

ترجمہ :- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوشنما چہرہ اور سب سے
زیادہ لوزانی بدن تھے۔ اور آپ کے چہرہ اقدس پر پسینہ مانند موتیوں کے
چمک مارتا اور یہ پسینہ مبارک تیز کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

۱۴۱۔ عن عائشة قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العائط دخلت
فی اثره فلا اری شیئاً الا کنت اشم رائحة الطیب فذکر فی ذلک لہ فقال
اما علمت ان اجسادنا تنبت علی ارواح اهل الجنة فما خرج منها من شیئ
ابتلعتہ الارض -

ترجمہ :- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ضروری حاجت کے لئے بیت الخلا میں جایا کرتے ہیں آپ کے باہر آنے کے بعد
جب بھی آپ کے پیچھے جا کر دیکھتی تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھتی لیکن وہاں میں
نہایت عمدہ خوشبوداری جسے میں سونگھتی ہوں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ تو
آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی ہمارے جسم اہل جنت کے ارواح کی طرح ہیں یعنی
خوشبودار اور جنت میں پاخانہ و پیشاب خارج نہ ہوگا۔ پس آپ کے جسم منیر سے
جو چیز خارج ہوتی اسے زمین کھا جاتی۔

فائل ۱۸ :- بیہقی نے اس حدیث کو ابن عبد الوہاب کے موصوفات سے کہا ہے مگر علامہ
سیوطی کہتے ہیں۔ کلی لیس کہا قال فان الحدیث لہ طریق اخر زمرگز ایسا نہیں جیسا
کہ بیہقی نے کہا۔ بیشک اس حدیث کے اور بھی طریق اسناد ہیں (آخر پر علامہ سیوطی

نے اس حدیث کے کئی طریقے یہاں درج کئے۔ اور ایک طریق جو دارقطنی نے روایت کیا ہے اُسے لاکھ کر سیوالی کہتے ہیں۔ ہذا الطریق اقوی طریق الحدیث (یہ طریقہ اسناد سب طریقوں سے قوی ہے۔ دیکھو۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۷) اور اس حدیث کو ابن سعد نے بھی طبقات میں روایت کیا علامہ زرقانی کہتے ہیں رجالہ ثقات الاحمد بن زاذان المدنی فمتروک کما فی التقریب لکن لا شواہد ترجمہ :- اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں سوائے محمد بن زاذان کے تقریب میں اُسے متروک کہا لیکن اس حدیث کے اور شواہد (گواہ) موجود ہیں۔ البیہقی جس کے بعد اس حدیث کو زرقانی نے ثابت کیا ہے کہ موضوع نہیں۔ ضعیف ہو تو ہو۔ مگر ضعیف حدیث فضائل میں محدثین کے ہاں قابل قبول ہے۔ اور اس کا ترک اچھا نہیں (زرقانی جلد ۴ ص ۲۷)

فیہ :- علامہ شہاب خفاجی نسیم الرایض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۵۳ میں اسی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں (قال ابن دحیة سندہ ثابت وھو اقوی ما فی ہذا الباب) ابن دحیہ کہتے ہیں اس کے سند ثابت (مضبوط) ہے اور اس باب میں نہ سند زیادہ قوی ہے۔

فیہ :- امام مناوی شرح شمائل مصری جلد ۲ ص ۱۱ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ بیہقی نے جو اس حدیث کو موضوع کہا۔ فنقول البیہقی ہذا من موضوعات الحسن بن علوان لا یشیغی ذکرہ الخفی الاحادیث الصحیحة المشہورۃ فی معجزاتہ ان الحکم علیہ بالوضع خاتم بطلان الطریق دون بقیۃ الطریق او علی انہ لم یطبع علی تملک الطریق۔

ترجمہ :- یہی کہ یہ قول کہ یہ حدیث حسن بن علوان کے موقوفات سے ہے۔ اس قول کا ذکر دو پرواہ نہ کی جائے۔ یہ حدیث آپ کے معجزات کی مشہور صحیح احادیث سے ہے اور اس پر وضع کا حکم (جو یہی نے لگایا) خاص اسی طریق سند پر ہوگا۔ (جو یہی کے ہاں ہے) سوائے باقی طریقوں کے یا یہ کہ یہی کو باقی اسناد کے طریقوں پر اطلاق نہ ملی ہوگی۔

یہ :- علامہ زرقانی کہتے ہیں۔ اس کی شاہد ایک دوسری حدیث ہے کہ ایک صحابی نے آپ کو حاجت رفع میں دیکھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔

۱۵۱ - شرح شفا علی قاری محدث حنفی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۶ میں حدیث شریف میں ہے۔ ان وجلا قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد فی المذہب فلما خرج نظرت فلم ادر شیئاً اورایت فی ذالک وضع الثلاثة الاحجار الالائی استنخی بمن فاحذقن فاذا بمن یفدح بمن رواح المسک فکنت اذا جئت یوم الجمعة المسجد اخذقن فی کمی فقلب راٹھقن رواح من تطیب وتقطر ترجمہ :- ایک مرد نے کہا میں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ (یعنی حاجت رفع کیلئے) جب آپ وہاں سے نکلتے ہیں وہاں جا کر دیکھا تو کوئی شے وہاں نہ تھی سوائے اس کے کہ تین پتھر شیشہ تھے جن سے آپ نے استنجا فرمایا۔ میں نے ان پتھروں کو پکڑا تو ان سے کتوری کی شکل خوشبو آ رہی تھی۔ میں گھبرایا۔ جب جمعہ کا دن ہوا میں انہیں اپنی آستین میں چھپا کر مسجد میں لے جایا۔ تو جو شخص بھی خوشبودار نظر لاکر آیا ہوتا۔ ان پتھروں کی خوشبو سب پر غالب آجاتی۔

۱۴۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷۔ نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۲۶ میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرد بیمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کی شادی ضرورتاً ہی ہے آپ میری مدد فرمائیں۔ فرمایا میرے پاس اس وقت کوئی چیز نہیں۔ اچھا ایک کھلے منہ والی شیشی لے آ۔ اور ایک چھوٹی لکڑی دہ لے کر آگیا۔ فحجل البنی صلی اللہ علیہ وسلم یسلط العرق من ذراعیه حتی امتلأت القادورة (آپ دونوں بازوؤں سے پسینہ مبارک پونچھ کر شیشی میں ڈالتے جہلے شیشی بھر گئی) فرمایا لے اسے لے جا۔ اپنی بیٹی کو کہہ۔ کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈال کر اس خوشبو کو اپنے بدن پر لگایا کرے۔ نکانت اذا تطیبت بیشم اهل المدينة راحة ذالك الطيب فسمویت المطیبتین (جب وہ لڑکی اس شیشی سے اپنے بدن پر خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شہر میں خوشبو پھیل جاتی اور لوگ سونگھتے معلوم کر لیتے۔ پس اس لکڑی کا نام لوگوں نے خوشبو والوں کا گھر رکھ دیا۔

۱۵۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷ میں ہے۔ اخرج الدارمی عن رجل من بنی حریث قال ضمنی البنی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فسال علی من عرق ابطله مثل ریح المسک۔

ترجمہ :- دارمی نے روایت کیا کہ قبیلہ بنی حریث کے ایک مرد نے ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ پیار بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بدن مبارک سے چٹایا گئے لگایا معانقہ فرمایا۔ آپ کی بغل مبارک سے پسینہ مجھ پر پڑا۔ ایسا کہ کستوری کی مانند خوشبو دار تھا۔

۱۸۔ خضائص جلد ۱ ص ۶۸ میں ہے۔ عن معاذ بن جبل قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ادن مني فذوقت منه فما شمت مسكاً ولا عنباً الطيب من ریح رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ :- معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا۔ فرمایا میرے نزدیک آ۔ میں آپ کے نزدیک ہوا (ایسی خوشبو بدن اطہر سے اٹھی) میں نے کوئی کستوری۔ کوئی عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

۱۹۔ خضائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۷۱ میں ہے۔ عن یزید بن الاسود قال نادى رسول الله صلى الله عليه وسلم يد فاذا احمى ابرو من الشج والطيب ريحان المسك ترجمہ :- یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا۔ ہر طرف سے زیادہ مسرد اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۲۰۔ خضائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۷۱ میں ہے۔ عن علی قال له صلى الله عليه وسلم شعرات ما بين بته الى صدره يحس كالتضييب لم يكن على بطنه ولا على ظهره شعرات غيرها يفوح منه ریح المسك۔

ترجمہ :- جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے سینہ (ناف) تک بالوں کی ایک چھاری تھی۔ لکیر تھی۔ باقی شکم مبارک اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ اور ان بالوں سے کستوری جیسی خوشبو آتا کرتی تھی۔

۲۱۔ کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ المطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۵۵ میں علامہ قاضی عیاضؒ نے حدیث نقل کی ہے۔ کہ عقبہ بن فرقدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک اعلیٰ خوشبو اپنے پاس رکھتی اور اپنے بدن کو لگا قی اور عقبہؒ اگرچہ خوشبو کا استعمال نہ کرتے۔ مگر ان کے دھو سے بہت زیادہ خوشبو آیا کرتی۔ ایک دن بیویوں نے پوچھا۔ اے عقبہؒ! تیرے بدن سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ ہماری خوشبوئیں اس کے سامنے بیچ ہیں۔ عقبہؒ نے کہا۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجھے شرمی کی بیماری ہو گئی (شرح پھنسیاں) میں حضورؐ عالی میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ فرمایا اپنا بدن رنگ کر۔ میں نے اپنا ستر ڈھکا لیا۔ ادم سب کپڑے اتار کر تمام بدن کو رنگا کر دیا۔ نفث فی یدہ ثم وضع یدہ علی ظہری واطنی فنبق بی حذہ الطیب من یومئذ (اس ہر محسمہ خوشبو صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں چھونکا دم کیا پھر اپنے زواری ہاتھ کو میری پیٹھ اور پیٹ پر پھیر دیا۔ اس دن سے میرے بدن میں یہ خوشبو بس گئی ہے) اس حدیث کو طبرانی، بیہقی نے روایت کیا۔

۲۲۔ حضا عن الکبریٰ جلد ۲ ص ۸۷ میں روایت موجود ہے۔ عن دائل بن جحش قال كنت اصافح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اریس جلدی جلد۴ فاعرض فی یدی بعد ثلثة اطیب من المسک۔

ترجمہ :-۔ دائل بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں پیارے صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تھا۔ یا میرا بدن آپ کے بدن معطر سے چھو جانا تو میں تین دن تک اپنے ہاتھ سے خوشبو سوگھتا رہتا۔ اور وہ خوشبو کستوری و نازہ کی خوشبو سے بڑھ کر

ہوتی۔

۳۳۔ کتاب الشفا مصری جلد ۱ ص ۳۸۵ میں نیز ابن ماجہ۔ ابو داؤد میں یہ حدیث موجود ہے۔ غسل علیؑ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فكان بقول وهو یفسئہ بابی انت وامی طبت حیاً ومیتاً و قال سطعت منه روح طيبة لم یجدوا مثلاً لها قط۔

ترجمہ :- جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کو غسل دیا۔ جناب علیؑ غسل دے پہلے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ میرا باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور وفات میں ہر حالت میں خوشبودار ہیں۔ اور مولا علیؑ نے فرمایا اس وقت ایسی تیز خوشبو آپ کے بدن اظہر سے اٹھی کہ مدینہ داول نے کبھی ایسی خوشبو نہ پائی ایک روایت میں ہے کہ جناب علیؑ نے آپ کے پیٹ کو نرم نرم ملا کچھ چیز باہر آئی۔ اس سے ایسی تیز خوشبو اٹھی کہ سارا مدینہ مہک گیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۳۴۔ زرقانی جلد ۸ ص ۲۷۷ میں ایک حدیث نقل ہے۔ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قالت قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین یحییٰ ونحییٰ فلما خر جت نفسه لم اجد رجحاً قط اطیب منها رواہ البزار و احمد و الحاکم بسند صحیح۔ ترجمہ :- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض ہوئی۔ اس وقت آپ میری گود میں میرے گلے کے ساتھ میر مبارک لگائے تھے۔ جس وقت آپ کی روح اظہر رخصت ہوئی۔ ایسی خوشبو اٹھی۔ کہ میں نے کبھی ایسی تیز خوشبو نہ پائی۔ اس حدیث کو بزار۔ احمد۔ اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا۔

بحمد المطلب کا یہ شعر نقل کیا ہے ۵

الحمد لله الذي اعطاني ! ۶ هَذَا الْغَلَامُ الطَّيِّبُ الْأَرْدَنِي
تَرْجَمَهُ : - اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا بیٹا عطا کیا۔ جو اردن علاقہ
کی خوشبو ہے (خوشبو دار بیٹا عطا کیا)

۲۵ - شفا شریف جلد ۱ ص ۳۵ میں ایک اور حدیث ہے۔ عن جابر قال اردنی
البنی صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ فالتقت خاتمة النبوة یعنی مکان ینم علی مسکا۔
تَرْجَمَهُ : - حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سواری میں اپنے پیچھے بٹھایا میں نے مہر نبوت کو اپنے
منہ میں لے لیا۔ گویا میں کستوری جیسی خوشبو سونگھ رہا تھا۔

۲۶ - دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے کہ گلاب کا پھول حضور
سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس حدیث
پر امام قسطلانیؒ علامہ ندائیؒ ابن حجر عسقلانیؒ امام سخاویؒ امام نوویؒ
ابن عساکرؒ وغیرہ محدثین نے اعتبار نہیں کیا ہے۔ رد قانی جلد ۴ ص ۲۲۶ میں دیکھو۔

لیکن حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ الرحمۃ جو لاہور کے جلیل الشان
ادلیہ میں سے ہیں۔ اپنی کتاب نگلہ مستہ باغ ادم ص ۱۱ میں نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھا
اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ بزرگان دین میں سے ایک صاحب اس حدیث کے صحیح ہونے
میں شک رکھتے تھے کہ یہ پھول آپ کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے
ایک در خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دُور سے آ رہے ہیں پسینہ

مبارک چہرہ پر جاری ہے۔ آپؐ نے پسینہ مبارک کو زمین پر گرایا۔ جب وہ بزرگ خواب سے اُٹھے۔ تو دیکھا جس جگہ زمین پر سرکار والا تبار علی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ مبارک گرایا تھا۔ وہاں گلاب کے پھول پڑے ہیں۔ "شاہ ابوالمعالی لاہوری آگے لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ کے بہت آدمیوں نے وہ پھول دیکھے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۱۔ زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۵ میں ہے۔ القتر قد حوی جسمہ الشریف علیہ الملوۃ والسلام۔ الذی ہوا الطیب الطیب۔

ترجمہ :- جس قبر اطہر میں آپؐ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اتر ہے۔ اس قبر کی خوشبو سب خوشبوؤں سے زیادہ ہے۔

فائدہ :- کیوں نہ ہو جبکہ آپؐ کی محبت رکھنے والے اور آپؐ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی قبر سے خوشبو آتی ہے، تو آپؐ کی قبر نور سے بدرجہ اولیٰ آتی چاہیے چنانچہ زرقانی جلد ۲ ص ۱۲۲ میں روایت موجود ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال اخذت قبضۃ من تراب سعد بن معاذ فوجدت منه ریح المسک۔

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو میں نے اس سے کستوری جیسی خوشبو پائی۔

تعلیم :- اللہ والوں کی قبروں سے اللہ والوں کو خوشبو آیا کرتی ہے۔ اسی لئے اہل اللہ کی قبر پر زائرین کا آنا جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ زائرین وہاں سے فیض روحانی اور مزہ و حظ حاصل کرتے ہیں۔ منکرین اس نعمت سے

بھی محروم ہیں۔ کہتے کہ قبروں والے مردہ ہیں۔ مگر مٹی ہو گئے ہیں۔ نہ کسی کی سنتے ہیں نہ سنانے ہیں۔ نہ ان سے کچھ نفع ہے نہ نقصان۔ مگر یہ عقیدہ جمہور علمائے اہل بیت اور اولیائے عظام کے خلاف ہے۔ اہل قبور اولیاء سے سب کچھ ملتا ہے۔ اجلہ محدثین اور جلیل القدر اولیاء کی کتابیں پڑھو۔

۱۲۲۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پیا۔ و جاء انه لما شرب بدمه صلى الله عليه وسلم تفنوع فيه مسكاً وبقیت رائحته موجودة في فمه الى ان صلب بعد قتله سنة ثلاث وسبعين ترجمہ :- حدیث شریف میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔ تو اس کے منہ سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی۔ اور یہ خوشبو اس کے منہ سے ساری عمر تک رہی۔ یہاں تک کہ ۳۰ سال بعد میں شہید ہو کر سوئی۔ یہ لکھائے گئے (رزقانی جلد ۲ ص ۲۲۱)

۱۲۳۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دھڑا گھر میں دفن کرتے تھے۔ تو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی لخت جگر شریف لائیں اور فرمایا۔ اے لاگو! تمہارے دل کس طرح پسند کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو۔ پھر سیدہ طاہرہ نے قبر پاک سے مٹی بیکر آنکھوں پر رکھی اور فرمایا :-

ما ذا على من شتم تزبة احمد : ان لا يشتم مدى الزمان غوا لیا ترجمہ :- جس شخص نے پیارے نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی کو سونگھ لیا اب وہ ہمیشہ تک کسی دوسری خوشبو کو نہ سونگھے تو عجب نہیں (رزقانی جلد ۸ ص ۲۹۳)

۳۴۔ زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۸۵ میں حضرت حسانؓ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام درج ہے
 ۵۔ بُورِکَت یا قُبْرُ الرِّسُولِ وَبُورِکَت ۖ بِلَادُ ثَوًی فِیْهَا الرِّشِیدُ الْمُسْلِمُ
 وَبُورِکَتٌ لِّحَدِّ مَنْکَ فَمِنْ طَیِّبَاتٍ ۖ عَلَیْهِ بِنَامٌ مِنْ مَنَفِیعٍ مُنْصَدِّ
 تَرْجَمَہ :- اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک تجھے برکت دی گئی اور
 اس ولایت کو برکت دی گئی جس میں پیارا اور ایسا نوزانی ہادی کامل رہتا ہے اور
 اس الحد کو برکت دی گئی جس میں پیارا خوشبودار وجود ہے اور اس پر مبارک مضبوط
 پتھر دل کا قبہ بنایا گیا ہے۔

۳۵۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۶ میں حضرت شیخ ابوالعباس کا شعر
 نقل کیا ہے ۵

نَسِیمُ قُبْرِ النِّبِیِّ الْمُصْطَفَیْ لَھْم ۖ رَوْحُ اِذَا نَشْرَدَا مِنْ ذِکْرِ فَا لَھَا
 تَرْجَمَہ :- بنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور کی ہوا خوشبودار ان کے لئے
 باغات کی ہول ہے۔ جب وہاں آپ کے ذکر کی خوشبو بکھیرتے ہیں۔
 اس کے بعد علامہ زرقانی لکھتے ہیں اِی اِذَا ذَکَرْنَا وَاشْمَأْزَلْنَا وَمَجْزَاہُ شَیْئًا
 فَاحْتِ رَا تَحْتَمَّا (یعنی آپ کے اوصاف اور معجزات کا ذکر کرتا ہے تو اس ذکر سے
 خوشبو ہوا میں بس جاتی ہے)

فائدہ :- مسلمانو! اپنے گھروں میں حضور کے پیارے ذکر کی محفلیں منعقد کیا
 کرو تاکہ تمہارے گھر بھی خوشبودار ہو جائیں۔ محفل میلاد پاک مجلس گیارہویں شریف
 بابرکت کام ہیں۔ رحمت حق نازل ہوتی ہے۔

۳۶۔ زرقانی جلد ۷ صفحہ ۳۰۶ میں ہے۔ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے روضہ الہیہ پر لپٹ گیا اور یہ شعر پڑھے

یا خیر من ذنبت بالقاء اعظمہ : فطاب من طبعن القاع والاکم

نفسی القدا یرقبر انت ساکنہ : فیہ العاف و فیہ المجد والکرم

ترجمہ :- اے وہ بہتر ذاتِ پاک کہ آپ کا وجودِ ظہر اس پست زمین میں دفن ہے

اور آپ کے وجود کی خوشبو سے سستی اور لذی سب معطر ہو رہی ہے۔ میری جان اس

قبرِ انور پر قربان کہ آپ اس میں ساکن ہیں۔ اس میں پوری سحرانی اور جود و کرم ہے

قبر سے نفعِ سخاوت جاری ہے، امامِ قسطلانی یہ اشعار نقل کر کے لکھتے ہیں کہ وہ

اعرابی قبر شریف کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ تو نے غلامِ آزاد کرنے کا حکم دیا

وحد اجیبک و انا عبدک فاعتق من النار بقبر جیبک فصفت به هاتق

یاخذ اتسأل العتق لك وحدک حلا سالت العتق فجمع المخلوق اذ عذب نقد

اعتقناک من النار۔

ترجمہ :- اے میرے حبیب میں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میں تیرا بندہ ہوں اپنے

حبیبِ پاک کی قبرِ انور کا مدفن مجھے دوزخ سے آزاد کرے۔ ہاتق نے غیب سے

آواز دی اے شخص تو نے صرف اپنے اکیلے کیلئے آزادی دوزخ مانگی۔ کیوں نہیں تو

نے ساری خلقت کی آزادی کا سوال کیا۔ جانتے ہیں ہم نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیا

اور علامہ زرقانی یہاں لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی محمد بن حراب کا بیان ہے۔

جس نے اعرابی کو ایسا کہتے دیکھا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور آپ نے فرمایا اے اعرابی

و بشر بان الله قد غفر له بشفاعتی (اعرابی کے پاس جا۔ اسے بشارت دے کہ

اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اُس کے گناہ بخش دیئے)

فائدہ ۸ :- دیکھا آپ کے روضہ اہلہر سے عثمان کیلئے تاقیامت فیض جاری ہے ابن تیمیہ اور اس کے تابعوں کیلئے دیاں کچھ نہیں۔ یہ بیچارے اس فیض روحانی سے محروم ہیں ان کے ہاں تو دلائل جا کر مانگنا شرک ہے۔ ادھر کا سفر کرنا شرک ہے ادھر منہ کرنا شرک ہے وہاں مانگنے والا مشرک ہے نجدی کے ہاں آپ کا روضہ انوار منہ اہلہر رُتبت ہے فوز باللہ منہا۔

۴۷۰ - امام شرف الدین بوسیری کے مشہور قصیدہ بردہ کا شعر بھی سنتے جایئے :-

لا طیب ببدن تو باضم اعظمہ : طوبی المنتش منہ ملتئم

ترجمہ :- کوئی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کے برابر نہیں جس سے آپ کا بدن اہلہر لگا ہوا ہے اس قبر کے سونگھنے والے کو بشارت ہو اور چومنے والے کو خوشخبری ہو۔

فائدہ ۹ :- علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۵ میں مذکورہ بالا شعر کی شرح لکھتے ہوئے ادھر انور کو چومنے کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :- کہ امام ترمذی نے قبر اہلہر

کو چومنا مکروہ کہا ہے۔ الا قصد تبرک فلا کراہۃ اعتمدہ الوصلی (لیکن برکت

لینے کے ارادہ سے ہو تو کوئی مکروہ نہیں۔ علامہ رسلی نے ایسا ہی بیان کیا ہے) اس

ثابت ہوا کہ اہل اللہ کی قبور کو بوسہ دینا حرام نہیں زیادہ سے زیادہ عروہ بہ سنکتہ ہیں

لیکن علامہ زرقانی اور علامہ رسلی نے اس راہت کو بھی اڑا دیا۔ اور علامہ شہاب خفاجی جیسے

مالکی نسیم الریاض جلد ۲ ص ۵۳ میں فرماتے ہیں۔ تقبیلہ والصاق مد رہ یکس وھذا

امر غیر مجمع علیہ ولذا قال احمد والطبری لا باس بتقبیلہ والتزام دروی

ان ابایوب الاضارعی العیابی کان یلتزم القبر الشریف۔

ترجمہ :- قبر رسول کا چومنا اور اس سے سینہ چمکانا مکروہ ہے (بعض کے اہل) اور یہ امر
(مسئلہ) ایسا ہے (یعنی کراہت کا) اس پر علماء کا اجماع نہیں (یعنی اجماع چومنے پر ہوا)
اسی واسطے حضرت امام احمد بن حنبل اور امام ابن جریر البطری نے فرمادیا کہ قبر کے چومنے
میں کوئی حرج نہیں اور نہ چمکانے سے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو اوس
انصاری صحابی رضی اللہ عنہ آپ کی قبر سے چمٹے رہتے تھے ۔

نیز - عینی شرح بخاری جلد ۴ ص ۶۰ اور فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱
علامہ عینی اور علامہ ابن حجر ہردو محدث جو دنیا بھر میں شہرہ آفاق ہیں لکھتے ہیں نقل
عن ابن الصیف الیمانی احد علماء مملکت من الشافعية جواز تقبيل المصحف واجزاء
الصحف وقبور الصالحين (ابن صیف الیمانی جو علماء مکہ سے مفتی و محدث شافعی
گزرے ہیں اُن سے نقل ہے کہ قرآن مجید اور احادیث شریف کی کتب اور صالحین
کی قبروں کا چومنا جائز ہے)

نیز - علامہ حافظ بن حجر شمشکی کی جو ہر المنظم ص ۸ میں لکھتے ہیں ۔ ریحون تقبیل
القبر الشریف ومسہ وعلیہ عمل العلماء الصالحین (قبر شریف کو چومنا ۔ ہاتھ لگانا
چمکانا جائز ہے ۔ اس پر صالحین علماء کا عمل ہے)

نیز - امام حایل حافظ جلال الدین سیوطی کتاب توشیح میں لکھتے ہیں ۔ واستنبط العلماء
العافین من تقبیل الحجج الاسود تقبیل قبور الصالحین (عارف ربانی علماء نے
حجج الاسود کے چومنے سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ صالحین اولیاء اللہ کی قبروں کا چومنا
بھی درست ہے) یہ ہے اُمت کے حلیل انسان محمد بن ادریس مفتی کافنوی ۔

سایہ نور

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

چونکہ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وجود پاک نور ہی نور تھا۔ اور نور کا سایہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا آپ کے جسم نور کا سایہ نہ تھا۔ سایہ نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ آپ نور تھے۔ لیکن منکرین چونکہ آپ کو نور نہیں جانتے۔ لہذا اس صفت سے بھی انکاری ہیں کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بے حد شریف سے ثابت ہے۔ اور اجماع محدثین نے اس حدیث پر اعتبار کیا ہے۔ اور آپ کی اس صفت کو اپنی سیرت کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

۱۔ امام جلیل حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷ میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ اخرج المجکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن له ظل فی شمس ونا قمر قال ابن سبغ من حضراتہ ابن طلحہ کان لا یقع علی الارض وانه کان نور افکان اذا مشی فی الشمس واد القمر لا ینظر له ظل ویشہد له حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ ورجلانی ذرا۔

ترجمہ :- حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ سورج میں نہ چاند میں۔ محدث اجل ابن سبغ نے کہا کہ یہ آپ کی خصوصیتوں سے ہے۔ کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ آپ نور تھے۔

اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ یا چاندنی میں چلے آپ کا سایہ
نہیں دیکھا گیا۔ اور اس بات کی وہ حدیث بھی شاہد ہے۔ کہ آپ نے اپنی دعائیں
فرمائی۔ اللھم اجعلنی نوراً (اے اللہ مجھے نور بنا دے) پس آپ کی دعا منظور ہو کر
آپ نور ہی نور ہو چکے تو۔ نور کا سایہ نہیں۔

۲۔ علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی سنیم الریاض جلد ۳ ص ۸۲ میں ایک حدیث
شریف نقل کرتے ہیں۔ روی ابن الجوزی فی کتاب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما قال لم ینزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقیم مع شمس
الاغلب ضوءاً ولا مع سراج الاغلب ضوءاً ضوءاً وقد نطق القرآن
بأنه انور المبین فان نعمت من نور علی نور۔

ترجمہ :- ابن جوزی محدث نے کتاب الوفاء میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ
سورج کے نور و کھڑے ہوتے تو آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آ جاتا اور جب
چراغ کے سامنے آتے تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب آ جاتا اور قرآن مجید میں
بھی آپ کو نور مبین کہا گیا پس تو سمجھ لے کہ آپ نور علی نور تھے۔ اس کے بعد علامہ
شہاب خفاجی نے یہ باغی لکھی ہے۔

ما جرى نطل احمد اذیال : فی الارض کرانہ کرائد قالوا
هذا عجب دیکھ بہ من عجب : والذات بطله جمیعاً قالوا
ترجمہ :- (احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ تھا) آپ کے سایہ پر کسی کا دامن
(ریا پاؤں) زمین پر نہیں آیا۔ یہ آپ کی بزرگی و عزت ہے جیسا کہ علماء نے کہا اور

یہ عجب شان ہے اور نہایت عجب بات یہ ہے۔ کہ باوجود سایہ نہ ہونے کے تمام لوگ آپ کے سایہ میں ہیں۔

۴۴۔ اسی کتاب جلد ۳ ص ۲۸ میں ہے۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذباب کان لا یقع علی جسدہ ولا ثیابہ لان ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فز وکذا ورد انہ لم یکن لہ ظل۔

ترجمہ :- اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیلوں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ کے جسم اظہر پر نہ بیٹھتی تھی۔ اور نہ آپ کے کپڑوں پر۔ کیونکہ آپ کی ذات پاک نور تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔

حکمت اور فیاضیت المذاکر فی سورۃ النور۔

۴۵۔ علامہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ آپ کی صفت کہ سایہ نہ ہونا بھی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ پس جو نبوت کی کسی ایک دلیل کا انکاری ہو اس کا اسلام کیسا اور آپ کی نبوت پر ایمان کی کیا شان۔

۴۶۔ علامہ قاضی عیاضی محدث مالکی کتاب الشفا جلد ۲ ص ۲۸۲ میں فرماتے ہیں۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ذکرہ ابن سبع من انہ لا ینظر فی شمس ولا قمر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان نوراً۔

ترجمہ :- آپ کی نبوت کے دلائل سے یہ بھی ایک دلیل ہے۔ جس کا ذکر محدث جلیل ابن سبع نے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ تھا۔ نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے (پس آپ کی اس دلیل نبوت کا انکاری ایمان لیجئے کہ آپ کی نبوت پر پورا مومن نہیں۔

۵۔ امام احمد قسطلانی شراح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۶ میں یوں لکھتے ہیں۔ ولہ یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر واداء الترمذی الحکیم عن ذکران وقال ابن سبع فی شفاء الصدور کان صلی اللہ علیہ وسلم ذراکان اذا مشی فی الشمس اذا غمر لا یظہر لہ ظل۔

ترجمہ:- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ سورج میں نہ چاند میں حکیم ترمذی نے اس حدیث کو ذکوان سے روایت کیا۔ اور محدث ابن سبع نے اپنی کتاب شفاء الصدور میں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھے۔ جب سورج اور چاند کے نور وچلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔

۶۔ علامہ اہل زرقانی کتاب زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۲۲ میں کہتے ہیں اور اسی حدیث کی شرح لکھتے ہیں۔ لانه کان نور اذ قال رزین غلبۃ الوارۃ وحکمة ذالک صیانۃ عن ان یطاشکاف علی ظلہ۔

ترجمہ:- (آپ کا سایہ نہ تھا) کیونکہ آپ نور تھے۔ اور امام رزین (جو حدیث کے امام ہیں) نے کہا غلبۃ الوار کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ اور اس میں یہ حکمت بھی کہتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حفاظت ہے۔ کہ آپ کے سایہ پر کسی کافر کا قدم نہ پڑے۔ (سایہ نہ رکھا)

۷۔ علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ ذکران بنی صالح اممان الزیادۃ المذنی ادا بنی عمی والمذنی مولیٰ عاشرۃ کل منہمۃ ثقۃ من التابین نہومر مسل روی ابن المیارک وابن الجوزی عن ابن عباس لہ یکن للبنی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقیم مع الشمس قط الا غلب ضوۃ الشمس ولم یقیم مع سراج قط الا غلب ضوۃ

ضوء اسلام (زر قافی جلد ۴ صفحہ ۲۱)

ترجمہ :- ذکوان (جو اس حدیث کا راوی اول ہے) دو ہیں۔ ایک ابو صالح اسمان الزیات المدنی دوسرا ابو عمرو مدنی حضرت عائشہؓ کا آزاد کردہ غلام اور یہ دونوں ذکوان تابعی ہیں اور ثقہ و مقبر عالم ہیں۔ پس یہ حدیث مرسل ہے۔ اور عبد اللہ بن مبارک اور ابن جوزی نے (ایک حدیث مرفوعہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ آپؐ جب کبھی سورج کے سامنے کھڑے ہوئے آپؐ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا۔ اور جب کبھی چراغ کے روبرو سرودہ ہوئے۔ چراغ کے نور پر غالب آگئے۔

فائدہ کا ۱۔ سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد سوم صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے۔ "خوام میں مشہور ہے۔" حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ یہ کسی روایت سے ثابت نہیں۔ "سلیمان ندوی کا یہ لکھنا کہ خوام میں مشہور ہے عجیب بات ہے۔ اس صفت کے بیان کرنے والے تو محدثین عظام ہیں نہ کہ خوام۔ دیکھئے علامہ اجمل محدث جلیل حضرت زر قافیؒ اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں۔ یہی زر قافیؒ ہیں جن کی تہذیب بڑا سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد ۳ صفحہ ۷۷ میں لکھا کہ علامہ زر قافیؒ اعتبار پسند محدثین سے ہیں۔ بعض محضان غیر مستند کی انہوں نے تردید کی ہے لیکن یہاں علامہ زر قافیؒ تو اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں تردید نہیں کر رہے۔ ایسے ہی اور محدثین عظام لکھ رہے ہیں۔ مگر سلیمان ندوی لکھتا ہے کہ یہ بات خوام میں مشہور ہے۔ گویا علماء میں نہیں۔

۸۔ لیجئے ایک اور حافظ حدیث علامہ علی بن برغان الدین علیؒ اپنی کتاب مشہور

سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۹۷ میں لکھتے ہیں۔ دن نقل شخصہ اللہ یف کان لا یطهرانی شمس
ولا قمر سدا یطہرانیا قدام۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ سورج میں ظاہر نہ ہو نہ چاند میں کہ
اس پر پاؤں نہ آئیں۔

۵۔ یہی حافظ حلبی اسی کتاب اسی صفحہ میں محدث جلیل و عاشق رسول عجل حضرت علی
امام نقی الدین سبکی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں۔

لقد نزه الرحمن ظلت ان یری : علی الامین ملقی فانطوی لمزیة

ترجمہ :- پیارے رحمن نے یا رسول اللہ آپ کے سایہ کو اس بات سے منزه (پاک)
رکھا کہ زمین پیرے (اور تاراجائے) لہذا اُسے تعظیماً پلیٹ لیا۔

فائل ۱۸۱۔ یہ وہ امام سبکی ہیں جو ابن تیمیہ کے زمانہ میں موجود تھے جب ابن تیمیہ
نے رسالہ لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی طرف سفر کرنا شرک ہے
تو انہی امام سبکی نے اسی وقت ابن تیمیہ کا رد لکھا۔ اور رسالہ شفاء الاسقام فی زیارة خیر الامام
کے نام سے لکھ کر ترویج کی جو اس وقت کے محدثین عظام اور علمائے کرام کے ہاں
مقبول ہوا۔ اور سلطان وقت نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔

۱۰۔ حضرت ملا علی قاری جو علم حدیث میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح
مرقاۃ لکھی۔ اور اکثر کتابیں آپ کی مشہور ہیں۔ اپنی کتاب جمع الرسائل بشرح الشرائع
مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱ میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس لم یکن له ظل الا حدیث ہے
میں گزر چکی ہے۔

۱۱۔ حضرت امام منادی نے منادی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴ میں بالکل یہی

حدیث جو نمبر ۱ میں بمعہ ترجمہ گزر چکی ہے۔ لکھی ہے۔ اور اس پر اعتبار کیا۔
 فائل ۸ :- یہ امام منادی حضرت امام سیوطی کے استاد تھے۔ حافظ عراقی کے شاگرد
 تھے۔ ۸۹۸ھ میں پیدا ہوئے ۹۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ امام شافعیؒ کی درسگاہ
 میں بھی درس حدیث دیتے رہے۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علاؤ زرقانی
 نے حضرت امام منادی کو شیخ الاسلام کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ دیکھو مواہب اللدنیہ
 و زرقانی جلد ۱ ص ۱۰۷۔ تو یہ سب حافظان حدیث فاضل اہل گذرے ہیں۔ یا کہ عوام
 میں شامل تھے۔

۱۲۔ لیجئے اب اپنے ملک کے علمائے جلیل الشان شہرہ آفاق مقبولان عالم اسلام کا
 عقیدہ دیکھو۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ اس ملک
 میں علم حدیث کے استاذ العلماء اپنی کتاب مباح النبوت جلد ۱ ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔
 ”وہی افتاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست
 است و دیدہ نشد اور اسایہ در آفتاب چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد
 نور اسایہ نے باشد۔“

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ زمین پر گندی
 اور غلیظ جگہیں تھیں (وہاں سایہ آجاتا) آپ کا سایہ سورج میں نہیں دیکھا گیا۔
 چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۱۳۔ اس ملک کے شہرہ آفاق محدث حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر
 عزیزی پارہ ۱ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ ”از خصوصیاتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 را در بدن مبارکش دادہ بودند آن بود کہ سایہ ایشان بر زمین نیفتاد۔“

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ زمین پر آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔

۱۴۔ اس ملک کی مایہ ناز ہستی خواجہ خواجگان شیخ الشیوخ قیوم عالم شاہباز عرفانی حضرت خواجہ محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اپنی بے مثل کتاب مکتوبات مجددی و فرسوم مکتوب نمبر ۱۱ میں فرماتے ہیں :- اور اعلیٰ اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف ترے از عے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور سایہ چہ صورت و در :-

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ چونکہ ہر شخص کا سایہ اس کے وجود سے زیادہ لطیف ہے اور جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پاک سے زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شے نہیں۔ تو پھر آپ کا سایہ کیسے ہوتا۔ (کیونکہ نہ آپ کے وجود سے لطیف ہوتا اور یہ ہونہیں سکتا کہ آپ کے وجود سے کوئی شے زیادہ

لطیف ہو)

بَلَّتْ حَنَانُ اللَّهِ :- عشاق رسولؐ کی کیسی پیاری عبارتیں اور کیا نوزانی عقیدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ہر لفظ سے روشن ہے۔ تو اب یہ مقبولان عالم عوام میں شامل ہیں۔ یا خاص انخاص ہیں ایسے محققین کی ایسی عبارت کے ہوتے ہوئے سلیمان ندوی کا یہ کہنا کہ آپ کا سایہ نہ ہونا عوام میں مشہور ہے تعجب پر تعجب ہے۔ ایسے مولوی یوں لکھ کر عوام کم علم مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عوام بچارے جان لیتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا مولوی یوں لکھ رہا ہے۔ تو ضرور اس کا خیال ٹھیک ہے۔ علماء نے ایسا کہیں نہیں لکھا ہوگا۔ عام لوگوں نے بونہی مشہور کر دیا

اب سلیمان ندوی نے تو یوں لکھ دیا کہ یہ خیال عوام کا ہے مگر ہم نے تحقیق کی تو آپ کے
 سہائے کی نفی کرنے والے بڑے بڑے محدثین عظام نکلے۔ مثلاً حافظ علی بیویؒ۔ امام حکیم ترمذیؒ
 محدث جلیل ابن ربیعؒ۔ علامہ شہاب خجاسیؒ۔ محدث ابن جوزیؒ۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی۔ ام قسطنطینی
 شارح بخاری۔ علامہ زرقانیؒ۔ امام ازہر محدث۔ ذکوان نامی۔ ابن عباس صحابی۔ ابن المبارک تابعی
 حافظ حلبیؒ۔ امام سبکی محدث شافعی۔ ملا علی قاری محدث حنفی۔ امام منادی محدث شافعی شیخ حنفی عبدالحقؒ
 محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی۔ امام احمد رضاؒ۔

اب بتائیے یہ حضرات عوام میں یا کہ خواص الخواص اور شہر و آفاق ہستیاں !

دیدار نور

یہ گداؤ بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا : نور دین دونا تر اے ڈال حد نور کا
 چونکہ حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسمہ نور میں سورج و چاند سے آپ کی نورانیت
 زیادہ ہے۔ بلکہ یہ ہر دو آپ کے نور سے مستنیر (نور لینے والے) ہیں۔ جب آپ کے فیض یافتہ ہر جگہ
 موجود ہیں تو آپ کے دیدار نور کو بھی ایک وقت میں ایک گھڑی ایک منٹ میں ہزاروں آدمی
 ہزاروں جگہوں پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بعید نہیں جس نے
 آپ کو نور بنا پایا ہے۔ اس نے یہ قدرت بھی عطا کی ہے۔ چنانچہ

۲۹۵

۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مع زندگانی مصری جلد ۵
 میں یوں لکھتے ہیں۔ قد اجاب الشيخ بد الدین اورکشی عن سوال ثقیۃ جماعۃ لہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فی ان واحد من اقطار متباعث مع ان ردتہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بانہ سراج نور الشمس
 فی کل العالم مثال نورہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العوالم حکا ان الشمس یراھا کل من فی المشرق والمغرب

فی ساعة واحدة وبصفاً مختلفة كذلك النبي صلى الله عليه وسلم -

ترجمہ :- شیخ بدیع الدین مذکبی محدث نے جواب دیا ہے۔ اس سوال کا کہ ایک جہاں مسلمانوں کی ایک گھڑی میں دو روز اور مختلف جگہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ (یعنی ایک ہی آن میں آپ کی زیارت کئی مسلمانوں کو کئی جگہوں میں ہو رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے) شیخ نے جواب دیا یہ حق ہے اور درست ہے۔ کیونکہ آپ کو سراج منیر کہا گیا (اور سورج کو بھی) اور دنیا میں سورج کے نور کی مثال آپ کے نور کی مثال ہے جس طرح سورج کو ہر ایک شخص مشرق و مغرب میں دیکھ رہا ہے اور ایک ہی گھڑی میں مختلف صوفیوں سے دیکھ رہا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (یعنی آپ بھی ایک وقت میں متعدد جگہ دیکھے جاتے ہیں۔ ۲۔ اور امام مناوی اپنی کتاب مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

لأنه سبحانه تعالى جوده رحمة للعالمين محفوظا عن وهو اس الشيطان وانه انقود العالم بنور وجوده فكيف يتصور ان يشعل الشيطان بصورته ومن رآه باى هيئة دليل على صلاح حال الرائي لانه كالمراة العقلية ينطبع فيها ما يراها بلها وبه علم صحة رؤية جمع له في ان واحد في انظار متباعدة ابا وصا متخلفة وكما ان الشمس يراها كل انسان في الشرق والغرب في ساعة واحدة وبصفاً مختلفة كذلك هو صلى الله عليه وسلم عن الشيخ الجليل والشاذلي واليانبي والمسي على وفاء القلب القسطاني وغيرهم انعم رآه بصفة قال ابن ابي عمير ومنكر ذلك ان كان ممن يكنى بـ بكر امام الاوليا خلا كلام -

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمتہ للعالمین بنایا ہے۔ اور یہ یلمین کے دو سو کون محفوظ رکھا ہے۔ اور جب تمام عالم آپ کے نور وجود سے روشن ہے۔ پس شیطان آپ کی مثل کب مورت بنا سکتا ہے۔ (آپ کی مثل نہیں ہو سکتا) اور جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس مورت

میں بھی دیکھا۔ وہ دیکھنے والے کے اپنے صلاح حال کے مطابق ہے۔ (جیسی اس شخص میں صلاحیت دیکھنے کی ہے ویسا ہی آپ کو دیکھینا) کیونکہ آپ تو صاف و شفاف صیقل شدہ آئینہ ہیں۔ اس میں وہ چیز ہی نظر آئیگی جو اس آئینہ کے سامنے ہے اور یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ مسلمانوں کی کثیر جماعت مختلف جگہوں میں ایک ہی آن میں آپ کو مختلف صورتوں میں دیکھتی ہے۔ جیسا کہ سورج کو کبھی مشرق ہو چاہے غریب ایک ہی آن میں مختلف حالتوں میں دیکھتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہے اور جناب شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور شیخ شاذلیؒ امام یافعیؒ شیخ ابوالعباس مرسیؒ شیخ علی وفا اور امام احمدؒ قلبِ قططانی وغیرہ کی حکایات مشہور ہیں۔ کہ ان مشائخ نے آپ کو بیاری میں دیکھا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین اور شیخ اجل ابن ابی جبرہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ جو اس مسئلہ کا منکر ہے۔ تو یہ شخص کراماتِ اولیاء کا منکر ہے۔ لہذا ایسے شخص سے کلام نہ کیا جائے۔ و اذا خالطہم الجاحلون قالوا سلما۔

۳۴۔ حضرت ملا علی قاری محدثی جمع اوسائل بشرح الشامل بطبع مصر جلد ۲ ص ۲۳۵ میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں جو از روئے جماعۃ لہ فی ان واحد من اقطاب متابعی باندہ صلی اللہ علیہ وسلم سراج نور الشمس فی حد العالم مثال نورہ فی العالم کھاکھان الشمس براہا کل من فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ۔ ترجمہ :- ایک ہی گھری میں کئی جگہوں پر کئی مسلمانوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا جائز اور ٹھیک ہے آپ سراج ہیں آپ کی مثال سورج کے نور کی مثال ہے سورج کو کبھی مشرق و مغرب میں دیکھتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی وقت میں کئی جگہ دیکھتے ہیں۔

۳۵۔ یہ ملا علی قاری اسی کتاب جلد ۲ ص ۲۳۵ میں فرماتے ہیں۔ قال ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ و حجب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفۃ عین ماعدت نفسی مسلما۔

ترجمہ:- شیخ ابی نصر ابو العباس المزیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر میری نظر سے آنے سے چھپ سکتی ہے مگر عرصہ بھی پردہ میں ہو جائے تو میں خود کو مسلمان نہ سمجھوں۔

آل نور

تیری نسل پاک میں ہر شے چھ نور کا ہے تو ہے عین نور تیرا سب گھر انور کا

۱۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بضعة منی۔

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ایک ٹہنی ہے۔
۲۔ نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۳۵ میں ہے۔ فلما حملت خدیجة ہذا المنة وجدت راحة الجنة تسعة اشهر فلما وضعتها انقلبت الراحة اليها۔

ترجمہ:- جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ذاتِ نبویہ الہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں بچیں۔ تو حضرت خدیجہ نوہی نے تک جنت کی خوشبو اپنے بدن سے محسوس کرتی رہی۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں تو وہ خوشبو سیدہ کی طرف منتقل ہو گئی۔

۳۔ نزہۃ المجالس مصری جلد ۲ ص ۲۳۶ میں ہے امام کسائی سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کمال حسین تھے ان کے ایک خسران نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جہک تھی۔ دوسرے خسران نور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی تھی۔ اور حضرت عوا علیہما السلام کو ستر خوروں جیسا حسن دیا گیا تھا۔

فصادقہ ابن الحارث العین کا القم فی الکواکب (نورِ اعدوں میں) ایسے تھے جیسے تارِ اویج (اند) آدم علیہ السلام نے ایک دن کہا۔ اے عوا ہم دونوں سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہ ہوگی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور کہا دونوں کا ہاتھ پکڑ اور فرودوں علیٰ میں لیجا جبریل لے گئے۔ وہاں سرخ یا قوت کا ایک نعل دیکھا۔ نہایت خوبصورت۔ اس میں ایک کافوری

خوشنود ارقبہ لورانی ہے۔ قبہ میں ایک تخت منہری پر ایک لڑکی بیٹھی ہے۔ اس کے چہرہ انور کی شعاع سے آدم علیہ السلام حیران رہ گئے عرض کیا الہی یہ کون لڑکی ہے قال فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہما وسلم (یہ فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں)

۴۔ مولانا عبد القرب و ہوی نے کتاب فردوس آسیہ ص ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پاک کی روشنی سے سوئی میں دھاگا ڈال لیا کرتی۔

۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵ میں ہے۔ عن علی قال الحسن اشبه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس والحیسن اشبه البنی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل من ذالک :-

ترجمہ :- جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے سینہ تک پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں سے سینہ تک اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

۶۔ مشکوٰۃ ص ۵ میں ہے۔ عن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای حل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکانقول بغالطۃ ادعی لی ابی فیشتمہما ویضتمما الیہ :-

ترجمہ :- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے اہل بیت سے بہت پیارا آپ کو کون ہے۔ فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کرتے تھے۔ میرے بیٹوں کو بلا۔ جب وہ آتے۔ تو آپ ان دونوں کو سونگھتے اور سینے سے لگاتے۔

۷۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سر الشہادین ص ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ وجعاً صراحتاً
للملحۃ و خدین بجماله فاعلموا ان التقویٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الظاہر -
ترجمہ :- امام حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوبصورتی
کے دو آئینے اور آپ کے جمال انور کے دو رخسار تھے۔ بیشک ہر دو ظاہر میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تقویٰ ہیں۔

۸۔ نزل البصار مطبوعہ مصر ص ۱۸ میں ہے۔ حضرت ابوسریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان
الحسن بن علی احسن الناس وجہاً و کان عنقہ ابرق فضة -
ترجمہ :- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب لوگوں سے نورانی چہرہ تھے۔ آپ کی گردن
مبارک چاند کی صراحی تھی۔

۹۔ لطائف اشرفی سے نقل ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر حسین و
جمیل تھے کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھے ہوتے۔ آپ کے چہرہ انور کی چمک سے
لوگ دیکھ لیتے کہ آپ وہاں بیٹھے ہیں (سچا شہادت نامہ ص ۳)

۱۰۔ نزل البصار مطبوعہ مصر ص ۱۷ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اے ابوبکر مجھے اللہ تعالیٰ نے نور کے ایک جوہر سے پیدا کیا۔ پھر مجھے اپنے سامنے ٹھہرا کیا۔
میں حیا سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ میرے پسینہ سے چار قطرے گرے ایک قطرہ سے اے
ابوبکر تو۔ دوسرے سے عمرؓ۔ تیسرے سے عثمانؓ اور چوتھے سے علیؓ پیدا ہوئے۔
پس اے ابوبکر تیرا اور عمر و عثمان و علی کا نور میرے نور سے ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۱۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۶۵ میں علامہ حلبی نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہا اگر روئے زمین پر اس وقت یوسف صديق

علیہ السلام کی مثل صورت دیکھنا چاہتے ہو۔ فانظر الی عثمان بن عفان (تو حضرت عثمان غنی کو دیکھو) ولتزوجہ بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل لہ ذوالنورین (ان کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رہیں۔ لہذا انہیں ذوالنورین کہا گئے) اور جناب علیؑ سے حضرت عثمانؓ کے بارے پوچھا گیا۔ فرمایا ذالک اترید علی فی الماء الاعلیٰ ذوالنورین (یہ وہ شخص ہے عثمانؓ) کہ ملائم علیؑ میں اس کا لقب ذوالنورین ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

فادک :- حلقہ حدیث علامہ حلبیؒ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ثابت کیا ہے۔ جو خدا واد ہے۔ معنی میں دو نور والا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زاد بیٹوں کو نور کہا گیا۔ جب آپؐ کی صاحبزادیوں کو نور کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر آپؐ کو نور کہنا کیوں درست نہیں۔ نور آپؐ کا نام اور آپؐ کی صفت مستند کتب سے ثابت ہو چکے ہیں۔ اب انکار ٹھیک نہیں۔

علامہ شہاب خفاجیؒ محدث مالکی نے نسیم الریاض مصری جلد ۱ ص ۳۶۹ میں فیصلہ کیا۔ ان کی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبتت بالتواتر بفیما کفر (سب سے زیادہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ایک صفت جو بالتواتر ثابت ہو اس کا انکار کرنا کفر ہے)

معلوم ہو گیا کہ علمائے کرام کی بڑی جماعت آپؐ کے نور ہونے کی قائل ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

(نور محمد خوشنویس یا کلوٹ)

علمائے کرام و مشائخ عظام جو کتاب ہذا میں مذکور ہوئے

نمبر شمار	اسمائے کرامی	نمبر شمار	اسمائے کرامی	نمبر شمار	اسمائے کرامی
۱	سیدنا امام جعفر صادقؑ	۱۷	امام رزینؑ محدث	۳۳	علامہ ابوالسعود مفسر
۲	حضرت کعب احبار تابعی	۱۸	امام ابن حبان محدث	۳۴	علامہ اسماعیل حنفی مفسر
۳	حضرت سعید بن جبیر تابعی	۱۹	امام بیہقی محدث	۳۵	علامہ خازن مفسر
۴	امام ابو حنیفہؑ تابعی	۲۰	امام دارقطنی محدث	۳۶	علامہ منفی مفسر
۵	امام مالکؑ تابعی	۲۱	امام بہام غزالی محدث	۳۷	علامہ صادی مفسر
۶	امام شافعیؑ تابعی	۲۲	امام خطیب بغدادی محدث	۳۸	علامہ ابن حجر شامی بخاری
۷	امام احمد بن حنبلؑ تابعی	۲۳	امام حکیم ترمذی محدث	۳۹	علامہ یحییٰ شامی بخاری
۸	امام ابن عطاء محدث	۲۴	امام ابن سبع محدث	۴۰	علامہ قسطلانی شامی بخاری
۹	امام کسائی محدث	۲۵	امام ابن کثیر مفسر	۴۱	علامہ قاری شامی مشکوٰۃ
۱۰	امام عبدالرزاق محدث	۲۶	امام ابن جریر الطبری مفسر	۴۲	علامہ قاضی عیاض محدث
۱۱	امام بخاری محدث	۲۷	امام فخر الدین رازی مفسر	۴۳	علامہ شہاب بخاری محدث
۱۲	امام مسلم محدث	۲۸	امام قرطبی مفسر	۴۴	علامہ زرقانی محدث
۱۳	امام ترمذی محدث	۲۹	امام جلال الدین سیوطی مفسر	۴۵	علامہ حلبی محدث
۱۴	امام ابو داؤد محدث	۳۰	امام منادی استاد سیوطی	۴۶	علامہ ابن المبر محدث
۱۵	امام نسائی محدث	۳۱	امام بیہقی مفسر	۴۷	امام ہیثمی محدث
۱۶	امام ابن ماجہ محدث	۳۲	علامہ آلوسی مفسر	۴۸	امام ابن المحادی محدث

۴۹	امام بدر الدین زکریا محدث	۵۷	حضرت ابو الحسن الشاذلی	۶۵	شیخ عبدالحی محدث دہلوی
۵۰	امام ابن حجر مکی البیہقی محدث	۵۸	حضرت شیخ نجم الدین کبری	۶۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۵۱	امام ابن سعد محدث	۵۹	حضرت شیخ ابو العباس المزی	۶۷	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
۵۲	امام تقی الدین سبکی محدث	۶۰	حضرت شیخ علی حفا	۶۸	شاہ عبد القادر محدث دہلوی
۵۳	علامہ قاضی شامی دلائل الخیرات	۶۱	حضرت شیخ ابن ابی حمزہ	۶۹	محدث ابن جوزی
۵۴	علامہ ابن الصیف الیمانی محدث	۶۲	امام العارف ابو صیری	۷۰	علامہ یوسف بنھانی
۵۵	سلطان الاولیاء غوث الاعظم جیلانی	۶۳	عارف الامام یافعی		
۵۶	امام ربانی مجدد الف ثانی	۶۴	شاہ ابو المعالی لاہوری		

نہایت صحابہ کرامؓ کے علاوہ امت کے یہ نستر جلیل الشان علماء اور بزرگ حضور
 علیہ السلام کے نور ہونے کے قائل ہیں۔ سب کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ
 آپؐ نور ہیں۔ منکرین ان میں سے کسی ایک کی نسبت ثابت کر دیں کہ اس کا یہ عقیدہ نہ تھا
 بفضلہ تعالیٰ تا قیامت ثابت نہ کر سکیں گے۔ پس بغوائے حدیث شریف اتبعوا السواد
 الاعظم من شد شد فی النار (بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جدا ہوا بڑی جماعت سے
 جہنمی ہے)۔

اب منکرین کو چاہیے کہ مومنین علمائے عظام کی بڑی جماعت کے ہم عقیدہ ہو کر معص
 راستہ اختیار کر لیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین اللہم صلی علی سید فاد مولانا محمد وعلی
 آلہ واصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ربنا اغفر لی ولوالدیی وللمومنین

تقریظ

فاضل جلیل عالم نبیل فخر زماں داعظ شیریں بیاں نازش قوم و ملت
شیر پیشہ اہلسنت حضرت اعلیٰ علامہ مولانا محمد عبد الرشید صاحب قبلہ مدظلہ
صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سیال و خطیب جامع مسجد شاہ جامعت
نارووال۔

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ

حامداً و مصلياً و مسلماً۔ انا بعدہ فقیر نے اس عجاہلہ نافعہ در سالہ مبارکہ
سہمی حضور نساہی آیا نور کون اولہ الی آخرہ بقدر مطالعہ کیا ایک نورانی
مجموعہ اور سراپا ایک گلدستہ آیات و احادیث پایا۔ جس میں اکابر محدثین و مفسرین
و اولیائے کاملین کی کتب سے چن چن کر پھول جمع کئے گئے ہیں۔ اور حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو آیات و احادیث صحیحہ و اقوال ہر گان دین
و ائمہ دین مجتہدین سے مدلل کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھنے سے ایمان میں
ترقی و اعتزونی ہوتی ہے۔ اور پڑھتے پڑھتے طبیعت میں ایسا ذوق پیدا
ہوتا ہے۔ کہ کتاب چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مولیٰ تعالیٰ فاضل مؤلف
کی سعی جمیل کو درجہ قبولیت بخشے۔ اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
مناقب و فضائل بیان کرنے کا اس سے زیادہ شوق دے۔ اور اہل اسلام
خصوصاً اہلسنت و الجماعت کو مولانا قبلہ کی تحریر و تقریر سے فیضیاب کرے۔
آمین بجاہ بنیہ الکریمہ الرؤف الرحیم :

فقیر محمد عبد الرشید غفرلہ

باہتمام۔ ایم۔ ایس قریشی مالک تعلیمی پریس سے طبع ہو کر معتمد محمد عبد الحق صاحب
نے مدد سے والی تفصیل نارووال سے شائع کیا

مؤلف کتاب ہذا کی دیگر کتابیں !

بہارِ مدنیہ :- فقہ کلام صابر ۔ اس میں پونے دو سو کے قریب فارسی ۔

اردو ۔ پنجابی زبان میں نقیص ہیں ۔ قیمت ۸ روپے

پیارا دوستگیر :- اس کتاب میں حضورِ غوثِ الثقلین شیخ سید عبد القادر

جیلانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و کرامات گیارہ مشہور

اور مستند کتبوں کے چن کر جمع کر دیئے ہیں ۔ جناب کی شان بلند کا اعلیٰ بیان

ہے ۔ اس کرامات درج ہیں ۔ قیمت ۸ روپے

پیارا اصدیق :- جناب ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ جباریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

فضائل اور شیعہ کے رد میں دلچسپ بیان ہے ۔ قیمت ۶ روپے

پیارا نام :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے فضل و شرف کا نہایت عمدہ بیان ہے ۔ قیمت ۴ روپے

معجزہ رسالت :- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے دُعا

مواستور پھیل پٹ آیا ۔ بعض نے اس پر انگار کیا ۔ لہذا مستند کتب سے یہ

دفعہ جمع ثابت کیا گیا ہے ۔ قیمت ۴ روپے

اطاعت والدین :- عبادتِ الہی کے بعد حقوق العباد میں سب سے زیادہ

حق والدین کا ہے ۔ آیات و احادیث سے واضح کیا گیا ہے ۔ قیمت ... ارشاد

میں

کتاب

(۱) محمد عبد الحق صاحبِ موضع دودلوالی ۔ ڈاکخانہ واؤو تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

(۲) لوزی کتب خانہ بانار حضرت وانا گنج بخش لاہور

(۳) صفی میر حسن تاجر کتب رحل بانار نارووال ضلع سیالکوٹ

(۴) کتب خانہ جامعہ رضویہ محمدنگ بانار لائل پور

(۵) مطبوعہ نقیصی پرنس گرامین ڈوڈلوالی سیالکوٹ (۵)